بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (93)

﴿ وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَکُمُ الطُّوۡرَ ؕ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ وَّ اسۡمَعُوۡا ؕ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ
عَصَیۡنَا ٭ وَ اُشۡرِبُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡعِجۡلَ بِکُفۡرِہِمۡ ؕ قُلۡ بِئۡسَمَا یَاۡمُرُکُمۡ بِہٖۤ اِیۡمَانُکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ
مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۹۳﴾ ﴾

| ط | و | ر |
|---|---|---|

(ن) طَوۡرًا قریب ہونا۔نزدیک ہونا۔

طَوۡرٌ ج۔اَطۡوَارٌ۔ اسم ذات ہے۔مختلف لیکن قریب قریب ملتے جلتے ہونے کی کیفیت۔حالت۔ہیئت۔ ﴿وَقَدۡ خَلَقَکُمۡ اَطۡوَارًا ﴿۱۴﴾﴾ (71/نوح:14) ''اور اس نے پیدا کیا ہے تم لوگوں کو مختلف اور ملتی جلتی حالتوں میں۔''

اَلطُّوۡرُ ایک پہاڑ کا نام ہے۔آیت زیر مطالعہ۔

**ترکیب**

اَخَذۡنَا کا مفعول مرکب اضافی مِیۡثَاقَکُمۡ ہے اور رَفَعۡنَا کا مفعول الطُّوۡرَ ہے جبکہ مرکب اضافی فَوۡقَکُمۡ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔فعل امر خُذُوۡا کا مفعول مَا موصولہ ہے اور اس کا صلہ جملہ فعلیہ اٰتَیۡنٰکُمۡ ہے۔جبکہ بِقُوَّۃٍ دراصل حال ہے لیکن حرف جارِ بِ کی وجہ سے مجرور ہے۔اس طرح یہ مرکب جاری محلاً منصوب ہے۔اُشۡرِبُوۡا ماضی مجہول ہے۔اس میں شامل ھُمۡ کی ضمیر مفعول اوّل اور نائب فاعل ہے اس لیے مرفوع ہے۔جبکہ الۡعِجۡلَ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔یَاۡمُرُ کا فاعل اِیۡمَانُکُمۡ ہے۔

**ترجمہ**

| وَاِذۡ | اَخَذۡنَا | مِیۡثَاقَکُمۡ | وَرَفَعۡنَا | فَوۡقَکُمۡ | الطُّوۡرَ ؕ |
|---|---|---|---|---|---|
| اور جب | ہم نے لیا | تم سے پختہ عہد | اور ہم نے بلند کیا | تمہارے اوپر | کوہِ طور کو |

| خُذُوۡا | مَاۤ | اٰتَیۡنٰکُمۡ | بِقُوَّۃٍ | وَّاسۡمَعُوۡا ؕ |
|---|---|---|---|---|
| (کہ) تم لوگ پکڑو | اس کو جو | ہم نے دیا تم کو | عمل کی قدرت سے | اور تم لوگ سنو |

| قَالُوۡا | سَمِعۡنَا | وَعَصَیۡنَا ٭ | وَاُشۡرِبُوۡا | فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ | الۡعِجۡلَ |
|---|---|---|---|---|---|
| انہوں نے کہا | ہم نے سنا | اور ہم نے نافرمانی کی | اور پلا دی گئی | ان کے دلوں میں | بچھڑے (کی محبت) |

| بِکُفۡرِہِمۡ ؕ | قُلۡ | بِئۡسَمَا | یَاۡمُرُکُمۡ بِہٖۤ | اِیۡمَانُکُمۡ |
|---|---|---|---|---|
| ان کے کفر کے سبب سے | آپ کہہ دیجئے | کتنا برا ہے وہ | تم کو حکم دیتا ہے جو | تمہارا ایمان |

| مُؤۡمِنِيۡنَ 273 | اِنۡ كُنۡتُمۡ |
|---|---|
| ایمان لانے والے ہو | اگر تم لوگ |

## آیت نمبر (94)

﴿قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَـكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۞﴾

| خ ل ص |
|---|

(ن) خُلُوۡصًا: کسی سے الگ ہونا۔ ملاوٹ سے پاک ہونا۔ ﴿فَلَمَّا اسۡتَيۡـَٔسُوۡا مِنۡهُ خَلَصُوۡا نَجِيًّا﴾ (12/یوسف:80) ''پھر جب وہ لوگ مایوس ہوئے اس سے تو وہ الگ ہوئے سرگوشی والا ہوتے ہوئے۔''

خَالِصٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ملاوٹ سے پاک ہونے والا یعنی ملاوٹ سے پاک۔ خالص۔ ﴿نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا﴾ (16/النحل:66) ''ہم پلاتے ہیں تم لوگوں کو اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے، گوبر اور خون کے درمیان سے، ملاوٹ سے پاک دودھ۔''

(افعال) اِخۡلَاصًا: دوسروں سے الگ کرنا۔ ملاوٹ سے پاک کرنا۔ ﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَاعۡتَصَمُوۡا بِاللّٰهِ وَاَخۡلَصُوۡا دِيۡنَهُمۡ لِلّٰهِ﴾ (4/النساء:146) ''سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور چمٹے اللہ سے اور ملاوٹ سے پاک کیا اپنے دین کو اللہ کے لیے۔''

مُخۡلِصٌ: اسم الفاعل ہے۔ ملاوٹ سے پاک کرنے والا۔ ﴿قُلۡ اِنِّىۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ۞﴾ (39/الزمر:11) ''آپؐ کہیے کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں بندگی کروں اللہ کی، ملاوٹ سے پاک کرنے والا ہوتے ہوئے اس کے لیے نظام حیات کو۔''

مُخۡلَصٌ: اسم المفعول ہے۔ ملاوٹ سے پاک کیا ہوا۔ دوسروں سے الگ کیا ہوا۔ ﴿اِنَّهٗ كَانَ مُخۡلَصًا وَّكَانَ رَسُوۡلًا نَّبِيًّا ۞﴾ (19/مریم:51) ''بے شک وہ یعنی موسیٰؑ تھے الگ کیے ہوئے یعنی چنے ہوئے اور وہ تھے رسول نبی۔''

(استفعال) اِسۡتِخۡلَاصًا: دوسروں سے الگ کر کے چن لینا۔ منتخب کرنا۔ ﴿وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِىۡ بِهٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِىۡ﴾ (12/یوسف:54) ''بادشاہ نے کہا تم لوگ لاؤ میرے پاس انؑ کو، میں منتخب کرتا ہوں انؑ کو اپنے لیے۔''

**ترکیب**

كَانَتۡ کا اسم اَلدَّارُ الۡاٰخِرَةُ ہے جبکہ خَالِصَةً اس کی خبر ہے۔ لَـكُمۡ۔ عِنۡدَ اللّٰهِ اور مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ متعلق خبر ہیں۔ یہ پورا جملہ شرط ہے جبکہ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ جواب شرط ہے۔

**ترجمہ**

| خَالِصَةً | عِنۡدَ اللّٰهِ | الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ | لَـكُمۡ | اِنۡ كَانَتۡ | قُلۡ |
|---|---|---|---|---|---|
| الگ کرنے والا | اللہ کے پاس | آخری گھر | تمہارے لیے | اگر ہے | آپؐ کہیے |

| صٰدِقِيْنَ 273 | اِنْ كُنْتُمْ | الْمَوْتَ | فَتَمَنَّوُا | مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ |
|---|---|---|---|---|
| سچ کہنے والے | اگر تم لوگ ہو | موت کی | تو تم لوگ تمنا کرو | دوسرے لوگوں سے |

## آیت نمبر (95)

﴿وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝95﴾

ق د م

(ن) قَدْمًا: کسی کے آگے ہونا۔ ﴿يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (11/ھود:98) ''وہ آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن۔''

اَقْدَمُ: افعل التفضیل ہے۔ زیادہ آگے۔ ﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝﴾ (26/الشعراء:75۔76) ''تو کیا تم لوگ نے غور کیا اس پر جس کی تم عبادت کرتے ہو، تم لوگ اور تمہارے اگلے آباء یعنی آباء واجداد۔''

قَدَمٌ: ج اَقْدَامٌ۔ اسم ذات ہے۔ پاؤں۔ قدم۔ ﴿بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا﴾ (16/النحل:94) ''تو پھسلے کوئی قدم اس کے جمنے کے بعد۔'' ﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا﴾ (2/البقرہ:250) ''اے ہمارے رب! تو انڈیل دے ہم پر صبر کو اور تو جما دے ہمارے قدموں کو۔''

(س) قُدُوْمًا: کسی کام کا ارادہ کرنا۔ ﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝﴾ (25/الفرقان:23) ''اور ہم نے ارادہ کیا اس کی طرف جو انہوں نے عمل کیے کسی عمل میں سے، تو ہم نے بنایا اس کو بکھرے ہوئے ذرے۔''

(ک) قَدَامَةً: پرانا ہونا۔

قَدِيْمٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پرانا ہونے والا یعنی پرانا۔ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝﴾ (46/الاحقاف:11) ''تو وہ لوگ کہیں گے یہ پرانا بہتان ہے۔''

(تفعیل) تَقْدِيْمًا: آگے کرنا۔ آگے بھیجنا۔ ﴿يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝﴾ (75/القیامہ:13) ''جتا دیا جائے گا انسان کو اس دن جو اس نے آگے کیا اور جو پیچھے کیا۔''

قَدِّمْ: فعل امر ہے۔ تو آگے کر۔ تو آگے بھیج۔ ﴿اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ﴾ (58/المجادلہ:12) ''جب بھی تم لوگ سرگوشی کرو ان رسولؐ سے تو آگے کرو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ۔''

(تفعّل) تَقَدُّمًا: بتکلف خود کو آگے کرنا۔ پیش پیش ہونا۔ آگے ہونا۔ ﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝﴾ (74/المدثر:37) ''اس کے لیے جو چاہے تم میں سے کہ وہ آگے ہو یا پیچھے رہے۔''

(استفعال) اِسْتِقْدَامًا: پہلے ہونا۔ قبل از وقت ہونا۔ آگے ہونا۔ ﴿اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝﴾ (10/یونس:49) ''اور جب بھی آتی ہے ان کی اجل تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوتے ایک گھڑی اور نہ آگے ہوتے ہیں۔''

مُسْتَقْدِمٌ: اسم الفاعل ہے۔ پہلے یا آگے ہونے والا۔ ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ﴾ (15/الحجر:24) ''اور ہم نے جان لیا ہے آگے ہونے والوں کو تم میں سے۔''

**ترکیب**

یَتَمَنَّوْا کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے جو گذشتہ آیت کے لفظ اَلْمَوْتَ کے لیے ہے۔ اَبَدًا ظرف زمان ہونے کی وجہ 273 سے منصوب ہے۔ قَدَّمَتْ کا فاعل اَیْدِیْھِمْ ہے۔ اَللّٰہُ مبتداء، عَلِیْمٌ خبر اور بِالظّٰلِمِیْنَ متعلق خبر ہے۔

**ترجمہ**

| وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ | اَبَدًا | بِمَا | قَدَّمَتْ |
|---|---|---|---|
| اور وہ لوگ ہرگز تمنا نہیں کریں گے اس کی | کبھی بھی | بسبب اس کے جو | آگے بھیجا |

| اَیْدِیْھِمْ ؕ | وَاللّٰهُ | عَلِیْمٌۢ | بِالظّٰلِمِیْنَ |
|---|---|---|---|
| ان کے ہاتھوں نے | اور اللہ | جاننے والا ہے | ظلم کرنے والوں کو |

**نوٹ۔1**

لفظ اَبَدًا کا مادہ ''ء ب د'' ہے لیکن اسے لغت میں اس لیے نہیں دیا کہ اس کے علاوہ اس مادہ سے کوئی اور فعل یا اسم قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔ جیسا کہ اوپر ترکیب میں بتایا گیا ہے کہ اَبَدًا ظرف زمان ہے لیکن اہم بات یہ ہے کہ اس میں مسلسل اور لامتناہی زمانہ کا مفہوم ہے۔ اس وجہ سے مثبت اور منفی جملوں میں اس کا اردو ترجمہ مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً ﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا﴾ (4/ النساء:122) ''(ایک حالت میں رہنے والے ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ) ﴿لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا﴾ (5/ المآئدہ:24) ''ہم ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں کبھی بھی۔''

## آیت نمبر (96)

﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ٩٦ ع﴾

**و ج د**

(ض) وُجُوْدًا: کسی چیز کو پانا۔ ﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ﴾ (38/ صٓ:44) ''ہم نے پایا اس کو یعنی ایوبؑ کو صبر کرنے والا''

وُجْدٌ: پائی ہوئی صلاحیت۔ اہلیت۔ طاقت۔ ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ﴾ (65/ الطلاق:6) ''تم لوگ سکونت دو خواتین کو جہاں تم سکونت رکھتے ہو، اپنے مقدور بھر۔''

**ح ر ص**

(ض) حِرْصًا: کسی چیز کی شدت سے خواہش کرنا۔ لالچ کرنا۔ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾ (4/ النساء:129) ''اور تم لوگ ہرگز استطاعت نہیں رکھتے کہ عدل کرو عورتوں کے مابین اور اگرچہ شدید خواہش کرو۔''

حَرِيْصٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ شدید خواہش کرنے والا۔ لالچی۔ ﴿لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾ (9/ التوبۃ:128) ''آ چکے ہیں تمہارے پاس

ایک رسول تم میں سے، گراں ہے اُن پر وہ جو تم کو تکلیف دے، شدید خواہش رکھنے والے ہیں تم پر یعنی بھلائی کی۔"
273

آحْرَصُ — افعل التفضیل ہے۔ زیادہ لالچی یا سب سے زیادہ لالچی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

| و | د | د |

(س) وُدًّا — محبت کرنا۔ چاہنا۔ خواہش کرنا۔ ﴿ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ﴾ (3/آل عمران:69) "چاہتی ہے ایک جماعت اہلِ کتاب میں سے کہ کاش وہ لوگ گمراہ کر دیں تم لوگوں کو۔"

وَدُوْدٌ — فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی محبت کرنے والا۔ انتہائی خیر خواہ۔ ﴿ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴾ (11/ھود:90) "بے شک میرا رب ہمیشہ رحم کرنے والا، انتہائی خیر خواہ ہے۔"

مَوَدَّةٌ — اسم ذات ہے۔ محبت۔ خیر خواہی۔ ﴿ وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ﴾ (30/الروم:21) "اور اس نے بنایا تمہارے مابین محبت اور رحمت۔"

وُدٌّ — اسم ذات ہے۔ محبت۔ ﴿ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴾ (19/مریم:96) "رحمٰن بنا دے گا ان کے لیے محبت کو۔"

وَدٌّ — ایک بت کا نام ہے۔ ﴿ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ﴾ (71/نوح:23) "اور تم لوگ ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ کو اور نہ ہی سواع کو۔"

(مفاعلہ) مُوَادَّةٌ — باہم محبت کرنا۔ خیر خواہی کرنا۔ ﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ﴾ (58/المجادلہ:22) "تو نہیں پائے گا کسی قوم کو جو ایمان لاتی ہے اللہ پر اور آخری دن پر کہ وہ خیر خواہی کریں اس کی جس نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی۔"

| ع | م | ر |

(ن) عَمْرًا — کسی زمین یا جگہ کو آباد کرنا۔ ﴿ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْهَآ ﴾ (30/الروم:9) "وہ لوگ زیادہ شدید تھے ان سے بلحاظ قوت کے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور اسے آباد کیا۔"

مَعْمُوْرٌ — مَفْعُوْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ آباد کیا ہوا یعنی آباد۔ ﴿ وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴾ (52/الطور:4) "قسم ہے آباد گھر کی۔"

عُمُرٌ — بدن کا زندگی سے آباد رہنے کا عرصہ۔ عمر۔ ﴿ وَلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴾ (26/الشعراء:18) "اور تو نے قیام کیا ہم میں اپنی عمر میں سے کئی سال۔"

عَمْرٌ — اس کے معنی بھی عمر کے ہیں لیکن اس کا زیادہ تر استعمال قسم کھاتے وقت یا دعا کے وقت ہوتا ہے۔ ﴿ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ (15/الحجر:72) "آپؐ کی عمر کی قسم یقیناً یہ لوگ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔"

عِمَارَةٌ — اسم ذات ہے۔ آبادی۔ ﴿ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ (9/التوبہ:19) "کیا تم لوگوں نے بنایا حاجیوں کی سبیل کو اور مسجدِ حرام کی آبادی کو اس کے جیسا جو ایمان لایا اللہ پر اور آخری دن پر اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، یہ برابر نہیں ہوتے اللہ کے پاس۔"

273

**عُمْرَۃٌ** حج کے علاوہ بیت اللہ کی زیارت کرنا۔ عمرہ۔ (کیونکہ اس سے بیت اللہ آباد ہوتا ہے)۔ ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ؕ﴾ (2/البقرہ:196) ''اور تم لوگ پورا کرو حج کو اور عمرہ کو اللہ کے لیے۔''

(تفعیل) **تَعْمِیْرًا** کسی کو عمر دینا یعنی زندگی دینا۔ ﴿اَوَ لَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْہِ مَنْ تَذَکَّرَ وَ جَآءَکُمُ النَّذِیْرُ ؕ﴾ (35/فاطر:37) ''تو کیا ہم نے عمر نہیں دی تم کو اتنی جس میں وہ سمجھ لیتا جس نے سمجھنا ہوتا اس حال میں کہ تمہارے پاس آیا خبردار کرنے والا۔''

**مُعَمَّرٌ** اسم المفعول ہے۔ عمر دیا ہوا۔ زیادہ تر طویل عمر کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ﴾ (35/فاطر:11) ''اور جو عمر دی جاتی ہے طویل العمر کو۔''

(افتعال) **اِعْتِمَارًا** کسی جگہ کو آباد کرنے کا اہتمام کرنا۔ زیارت کرنا۔ عمرہ کرنا۔ ﴿فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ﴾ (2/البقرہ:158) ''تو جو حج کرے اس گھر کا یا عمرہ کرے۔''

(استفعال) **اِسْتِعْمَارًا** کسی کو کسی جگہ بسانا۔ ﴿هُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَکُمْ فِیْهَا﴾ (11/ھود:61) ''اس نے پیدا کیا تم کو زمین سے اور اس نے بسایا تم کو اس میں۔''

| س ن و |
|---|

(ن) **سَنْوًا** کسی چیز کا چمکنا۔ نمایاں ہونا۔

**سَنًا** اسم ذات ہے۔ چمک۔ ﴿یَکَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ؕ﴾ (24/النور:43) ''قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھوں کو۔''

**سَنَۃٌ** ج سِنُوْنَ۔ زمانے کے نمایاں ہونے کا معین عرصہ۔ ایک سال ﴿فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ؕ﴾ (29/العنکبوت:14) ''تو انہوں نے یعنی حضرت نوحؑ نے بسر کیے ان میں ہزار سال سوائے پچاس برس کے یعنی 950 سال۔'' ﴿وَ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ﴾ (10/یونس:5) ''اور اس نے مقدر کیا اس کے لیے یعنی چاند، سورج وغیرہ کے لیے منزلیں تاکہ تم لوگ جان لو سالوں کی گنتی اور حساب یعنی مہینوں، دنوں وغیرہ کا حساب۔''

| ز ح ز ح |
|---|

(رباعی) **زَحْزَحَۃً** دور کرنا۔ ہٹانا۔ بچانا۔ ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ ؕ﴾ (3/آل عمران:185) ''پس جو دور کیا گیا آگ سے اور داخل کیا گیا جنت میں تو اس نے مراد پالی۔''

**مُزَحْزِحٌ** اسم الفاعل ہے۔ دور کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

## ترکیب

لَتَجِدَنَّ کا مفعول اوّل ھُمْ کی ضمیر ہے۔ مرکب اضافی اَحْرَصَ النَّاسِ مفعول ثانی ہے اس لیے اس کا مضاف اَحْرَصَ منصوب ہے۔ عَلٰی حَیٰوۃٍ متعلق فعل ہے۔ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا کے دو امکانات ہیں۔ ایک امکان یہ ہے کہ اسے لَتَجِدَنَّ کا دوسرا مفعول اوّل مانا جائے۔ ایسی صورت میں مطلب ہوگا کہ تو لازماً پائے گا ان کو یعنی یہودیوں کو اور ان میں سے جنہوں نے شرک کیا، لوگوں میں سب سے زیادہ حریص زندگی پر۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ اسے اَلنَّاسِ پر عطف مانا جائے۔ ایسی صورت میں مطلب ہوگا لوگوں میں سب سے زیادہ حریص اور ان سے بھی زیادہ حریص جنہوں نے شرک کیا۔ ترجمہ میں ہم دوسرے امکان کو ترجیح دیں گے۔

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ میں مَا نافیہ ہے۔ هُوَ مبتداء اور مرکب بِمُزَحْزِحِهٖ خبر ہے مَا کی۔ هُوَ کی ضمیر 273 کے لیے ہماری ترجیح یہ ہے کہ اسے یَوَدُّ کے اسم شدید خواہش کے لیے مانا جائے یعنی یہ خواہش اسے بچانے والی نہیں ہے عذاب سے کہ اسے لمبی عمر دے دی جائے۔

ترجمہ

| وَلَتَجِدَنَّهُمْ | اَحْرَصَ النَّاسِ | عَلٰى حَيٰوةٍ | وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا |
|---|---|---|---|
| اور تو لازماً پائے گا ان کو | لوگوں میں سب سے زیادہ حریص | زندگی پر | اور ان سے (بھی زیادہ حریص) جنہوں نے شرک کیا |

| يَوَدُّ | اَحَدُهُمْ | لَوْ يُعَمَّرُ | اَلْفَ سَنَةٍ | وَمَا هُوَ | بِمُزَحْزِحِهٖ |
|---|---|---|---|---|---|
| چاہتا ہے | ان کا ہر ایک | کاش وہ عمر دیا جائے | ہزار سال کی | اور یہ (آرزو) | اس کو بچانے والی نہیں ہے |

| مِنَ الْعَذَابِ | اَنْ يُّعَمَّرَ | وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ | بِمَا | يَعْمَلُوْنَ |
|---|---|---|---|---|
| عذاب سے | کہ وہ عمر دیا جائے (لمبی) | اور اللہ دیکھنے والا ہے | اس کو جو | یہ لوگ کرتے ہیں |

نوٹ۔1

المنجد میں ہے کہ حَرَصَ باب نصر اور سمع سے آتا ہے لیکن قرآن مجید میں یہ ضرب سے آیا ہے۔ کیونکہ اس کا مضارع مکسور العین یعنی ''ر'' کے زیر کے ساتھ اِنْ تَحْرِصْ آیا ہے (16 / النحل:37) اس لیے لغت میں ہم نے اسے باب ضرب سے لکھا ہے۔

نوٹ۔2

عَلٰى حَيٰوةٍ میں حَيٰوةٍ نکرہ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ زندگی کے حریص ہیں، چاہے وہ کیسی بھی ہو۔ خواہ عزت کی ہو یا ذلت کی ہو۔

## آیت نمبر (97)

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ شرط ہے اور اس کا جواب شرط محذوف ہے۔ تفسیر حقانی میں یہاں پر فَهُوَ عَدُوُّ اللّٰهِ (تو وہ اللہ کا دشمن ہے) کو محذوف مانا گیا ہے۔ جبکہ ہمارے استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب یہ محذوف مانتے تھے کہ ''دشمن ہے تو ہوا کرے۔'' فَاِنَّهٗ میں ہٗ کی ضمیر جبریلؑ کے لیے ہے۔ نَزَّلَهٗ میں ہٗ کی ضمیر قرآن مجید کے لیے ہے۔ اس آیت میں یا اس سے پہلے قرآن مجید کا ذکر نہیں ہے لیکن عبارت بتا رہی ہے کہ قرآن کے علاوہ اس ضمیر کا کوئی اور مرجع ماننا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح بَيْنَ يَدَيْهِ میں بھی ہِ کی ضمیر قرآن مجید کے لیے ہے۔ مُصَدِّقًا حال ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے اور یہ نَزَّلَهٗ کی ضمیر ہٗ یعنی قرآن مجید کا حال ہے۔ اسی طرح سے هُدًى اور بُشْرٰى بھی قرآن کا حال ہیں۔

273

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَلٰى قَلْبِكَ | نَزَّلَهٗ | فَاِنَّهٗ | لِّجِبْرِيْلَ | عَدُوًّا | مَنْ كَانَ | قُلْ | ترجمہ |
| آپؐ کے دل پر | اتارا اس کو | تو انہوں نے تو | جبریلؑ کا | دشمن | جو ہے | آپ کہہ دیجئے | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| بَيْنَ يَدَيْهِ | لِّمَا | مُصَدِّقًا | بِاِذْنِ اللّٰهِ |
| اس کے پہلے ہے | اس کی جو | تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے | اللہ کی اجازت سے |

| | | |
|---|---|---|
| لِلْمُؤْمِنِيْنَ | وَّبُشْرٰى | وَهُدًى |
| ایمان لانے والوں کے لیے | اور بشارت ہوتے ہوئے | اور ہدایت ہوتے ہوئے |

## آیت نمبر (98_99)

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾﴾

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| وَجِبْرِيْلَ | وَرُسُلِهٖ | وَمَلٰٓئِكَتِهٖ | لِّلّٰهِ | عَدُوًّا | مَنْ كَانَ | ترجمہ |
| اور جبریل علیہ السلام کا | اور اس کے رسولوں کا | اور اس کے فرشتوں کا | اللہ کا | دشمن | جو ہے | |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ | لِّلْكٰفِرِيْنَ | عَدُوٌّ | فَاِنَّ اللّٰهَ | وَمِيْكٰلَ |
| اور بیشک ہم نے اتارا ہے | انکار کرنے والوں کا | دشمن ہے | تو بیشک اللہ | اور میکائیل علیہ السلام کا |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ | بِهَآ | وَمَا يَكْفُرُ | اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ | اِلَيْكَ |
| مگر نافرمانی کرنے والے | اس کا | اور انکار نہیں کرتے | کھلی نشانیوں کو | آپؐ کی طرف |

**نوٹ۔1**

علماء یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتے تھے کہ اگر جواب درست ہوا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اسی طرح ایمان لائے تھے۔ جبکہ دوسرے علماء جوابات تو درست تسلیم کرتے تھے لیکن یہ کہہ کر انکار کر دیتے تھے کہ آپؐ پر جبریلؑ وحی لاتے ہیں جن سے ہماری دشمنی ہے کیونکہ وہ سختی اور خونریزی کے احکام لاتے ہیں۔ اگر کوئی اور فرشتہ وحی لاتا تو ہم ایمان لے آتے۔ اس کے جواب میں مذکورہ آیات نازل ہوئیں کہ فرشتے اور رسول تو اللہ کی اجازت سے اس کے احکام لاتے ہیں۔ ان سے دشمنی دراصل اللہ سے دشمنی ہے۔ اس لیے اللہ ایسے لوگوں کا دشمن ہے۔

273

## آیت نمبر (100)

﴿ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠٠ ﴾

| ن | ب | ذ |
|---|---|---|

(ض) نَبْذًا: کسی چیز کو الگ کرنا۔ پھینک دینا۔ ﴿ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۚ ﴾ (28/ القصص: 40) ''پس ہم نے پکڑا اس کو اور اس کے لشکر کو پھر ہم نے پھینکا ان کو پانی میں۔''

اِنْبِذْ: فعل امر ہے۔ تو الگ کر۔ تو پھینک ﴿ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ ﴾ (8/ الانفال: 58) ''اور اگر تم کو خوف ہو کسی قوم سے خیانت کا یعنی معاہدہ کی خلاف ورزی کا تو تم پھینکو ان کی طرف یعنی معاہدہ کو۔''

(افتعال) اِنْتِبَاذًا: الگ ہونا۔ خود کو پھینکنا یعنی گوشہ نشین ہونا۔ ﴿ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝٢٢ ﴾ (19/ مریم: 22) ''تو وہ گوشہ نشین ہوئیں اس کے ساتھ ایک دور دراز جگہ میں۔''

**ترکیب**

اَوَ کا ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ بنتا ہے ''اور کیا نہیں'' لیکن اس کا پورا مفہوم ہے ''اور کیا ایسا نہیں ہے۔'' كُلَّمَا شرطیہ ہے۔ عٰهَدُوْا عَهْدًا شرط ہے، عَهْدًا مفعول مطلق ہے اور نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ اس کا جواب ہے۔

**ترجمہ**

| اَوَ | كُلَّمَا | عٰهَدُوْا | عَهْدًا |
|---|---|---|---|
| اور کیا (ایسا نہیں ہے کہ) | جب کبھی | ان لوگوں نے معاہدہ کیا | جیسا عہد کرنے کا حق ہے |

| نَّبَذَهٗ | فَرِيْقٌ | مِّنْهُمْ ؕ | بَلْ | اَكْثَرُهُمْ |
|---|---|---|---|---|
| تو پھینکا اس کو | ایک فریق نے | ان میں سے | بلکہ | ان کے اکثر |

| لَا يُؤْمِنُوْنَ |
|---|
| ایمان نہیں لاتے |

**نوٹ۔1**

مفعول مطلق کا استعمال آپ آیت نمبر (2/ البقرہ: 48) میں پڑھ چکے ہیں۔ اب یہ بات سمجھ لیں کہ مزید فیہ کے افعال کے ساتھ اسی باب کا مصدر بھی بطور مفعول مطلق آتا ہے اور ثلاثی مجرد کا مصدر لانا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ آیت زیر مطالعہ میں عٰهَدُوْا باب مفاعلہ سے ماضی مذکر غائب کا صیغہ ہے جبکہ اس کا مفعول مطلق ثلاثی مجرد کا مصدر عَهْدًا آیا ہے۔

## آیت نمبر (101)

﴿ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠١ ﴾

**ترکیب**

لَمَّا شرطیہ ہے۔ جَآءَ ھُمۡ سے مَعَھُمۡ تک شرط ہے۔ نَبَذَ فَرِیۡقٌ سے وَرَآءَ ظُھُوۡرِھِمۡ تک جواب شرط ہے۔ جبکہ کَاَنَّھُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ حال ہے فَرِیۡقٌ کا۔

جَآءَ کا مفعول ھُمۡ ہے، اس کا فاعل رَسُوۡلٌ ہے جو کہ موصوف ہے، اس کی صفت مُصَدِّقٌ ہے اور درمیان میں مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ متعلق فعل ہے۔ مرکب توصیفی رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ نکرہ مخصوصہ ہے اور لِمَا مَعَھُمۡ اس کی خصوصیت ہے۔ نَبَذَ کا فاعل فَرِیۡقٌ ہے اور یہ بھی نکرہ مخصوصہ ہے۔ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اس کی خصوصیت ہے۔ اُوۡتُوۡا دراصل اُتیٰ (باب افعال) کا ماضی مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اَلَّذِیۡنَ ہے اس لیے محلاً رفع میں ہے جبکہ اَلۡکِتٰبَ اس کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ کِتٰبَ اللّٰہِ دراصل نَبَذَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور وَرَآءَ ظرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔

**ترجمہ**

| وَلَمَّا | جَآءَھُمۡ | رَسُوۡلٌ | مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ | مُصَدِّقٌ | لِّمَا |
|---|---|---|---|---|---|
| اور جب | آیا ان کے پاس | ایک رسول | اللہ کے پاس سے | تصدیق کرنے والا | اس کی جو |

| مَعَھُمۡ | نَبَذَ | فَرِیۡقٌ | مِّنَ الَّذِیۡنَ | اُوۡتُوا | الۡکِتٰبَ | کِتٰبَ اللّٰہِ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ان کے ساتھ ہے | تو پھینکا | ایک فریق نے | ان میں سے جن کو | دی گئی | کتاب | اللہ کی کتاب کو |

| وَرَآءَ ظُھُوۡرِھِمۡ | کَاَنَّھُمۡ | لَا یَعۡلَمُوۡنَ |
|---|---|---|
| اپنی پیٹھوں کے پیچھے | جیسے کہ وہ لوگ | جانتے نہیں ہیں |

**نوٹ۔1**

اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ میں کتاب سے مراد سابقہ کتابیں یعنی تورات اور انجیل ہیں۔ جبکہ کِتٰبَ اللّٰہِ میں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ آیت کے آخر میں ''جیسے کہ وہ لوگ جانتے نہیں ہیں'' کا فقرہ بتا رہا ہے کہ تورات اور انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید اور صحابہ کرامؓ کے متعلق اتنی واضح نشانیاں موجود تھیں کہ انہیں ان کو پہچاننے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی تھی۔ لیکن ان لوگوں نے رویہ وہ اختیار کیا کہ جیسے ان کے پاس یہ علم نہیں ہے۔

## آیت نمبر (102)

﴿وَاتَّبَعُوۡا مَا تَتۡلُوا الشَّیٰطِیۡنُ عَلٰی مُلۡکِ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَمَا کَفَرَ سُلَیۡمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ کَفَرُوۡا یُعَلِّمُوۡنَ
النَّاسَ السِّحۡرَ ٭ وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَی الۡمَلَکَیۡنِ بِبَابِلَ ھَارُوۡتَ وَمَارُوۡتَ ؕ وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنۡ اَحَدٍ حَتّٰی
یَقُوۡلَاۤ اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَۃٌ فَلَا تَکۡفُرۡ ؕ فَیَتَعَلَّمُوۡنَ مِنۡھُمَا مَا یُفَرِّقُوۡنَ بِہٖ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَزَوۡجِہٖ ؕ وَمَا ھُمۡ
بِضَآرِّیۡنَ بِہٖ مِنۡ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَیَتَعَلَّمُوۡنَ مَا یَضُرُّھُمۡ وَلَا یَنۡفَعُھُمۡ ؕ وَلَقَدۡ عَلِمُوۡا لَمَنِ
اشۡتَرٰىہُ مَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ خَلَاقٍ ۟ؕ وَلَبِئۡسَ مَا شَرَوۡا بِہٖۤ اَنۡفُسَھُمۡ ؕ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾

273

| س | ح | ر |
|---|---|---|

(ف) **سِحْرًا** چاندی پر سونے کا ملمع کرنا۔ دھوکا دینا۔ جادو کرنا۔ ﴿سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾(7/الاعراف:116) ''انہوں نے ملمع کیا یعنی جادو کیا لوگوں کی آنکھوں پر۔''

**سِحْرٌ** اسم ذات بھی ہے۔ ملمع۔ جادو۔ ﴿اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ﴾(20/طٰہٰ:71)''یقیناً یہ تمہارا بڑا ہے جس نے سکھایا تم لوگوں کو جادو۔''

**سَحَرٌ** ج اَسْحَارٌ۔ ایسی صبح جس پر رات کا ملمع ہو۔ صبح صادق۔ صبح تڑکے۔ ﴿نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۙ﴾(54/القمر:34)''ہم نے نجات دی ان کو صبح تڑکے۔''﴿وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾(3/آل عمران:17)''اور مغفرت طلب کرنے والے سویرے سویرے۔''

**سَاحِرٌ** ج سَحَرَةٌ اور سَاحِرُوْنَ۔ اسم الفاعل ہے۔ ملمع کرنے والا۔ جادو کرنے والا۔ جادوگر۔ ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ﴾(20/طٰہٰ:69)''اور مراد کو نہیں پہنچتا جادوگر۔''﴿وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ﴾(7/الاعراف:113)''اور آئے جادوگر لوگ فرعون کے پاس۔''﴿وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ﴾(10/یونس:77)''اور مراد کو نہیں پہنچتے جادوگر لوگ۔''

**سَحَّارٌ** فَعَّالٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ بڑا جادوگر۔ ﴿يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ﴾(26/الشعراء:37)''وہ لوگ لے آئیں تیرے پاس ہر ایک جاننے والے بڑے جادوگر کو۔''

**مَسْحُوْرٌ** اسم المفعول ہے۔ جادو کیا ہوا۔ ﴿اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا﴾(17/بنی اسرائیل:101)''کہ میں گمان کرتا ہوں تم کو اے موسیٰؑ جادو کیا ہوا۔''

**مُسَحَّرٌ** باب تفعیل سے اسم المفعول ہے۔ بار بار یعنی کثرت سے جادو کیا ہوا۔ ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۚ﴾(26/الشعراء:153)''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تو جادو کئے ہوئے لوگوں میں سے ہے۔''

| ف | ت | ن |
|---|---|---|

(ض) **فُتُوْنًا** سونے کو آگ میں ڈال کر کھرا کھوٹا معلوم کرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ پھر متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو مطلب ہوتا ہے (۱) کھرا کھوٹا الگ الگ کرنے کے لیے آزمائش میں ڈالنا۔ (۲) عذاب دینا۔ اگر غیر اللہ کی طرف نسبت ہو تو مطلب ہوتا ہے۔ (۳) ایسی مشکل یا آفت میں ڈالنا جس میں گمراہی کا امکان غالب ہو۔ (۴) لغزش دینا۔ پھسلا دینا۔ (۵) تکلیف دینا۔ ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾(29/العنکبوت:2)''کیا لوگوں نے گمان کیا کہ وہ چھوڑ دیے جائیں گے کہ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور وہ لوگ آزمائش میں نہ ڈالے جائیں گے۔''﴿يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ﴾(51/الذریات:13)''اس دن وہ لوگ آگ پر عذاب دیے جائیں گے۔''﴿وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾(57/الحدید:14) اور لیکن یعنی مگر تم لوگوں نے مشکل میں ڈالا اپنے آپ کو۔''﴿وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ﴾(5/المآئدہ:49)''اور آپؐ محتاط رہیں ان سے کہ وہ لوگ پھسلا دیں آپؐ کو اس کے بعض سے جو نازل کیا اللہ نے آپ کی طرف۔''

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ﴾ (85/البروج:10) ''بیشک جن لوگوں نے ایذا دی مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو پھر انہوں نے توبہ نہیں کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔''

**فَاتِنٌ**: اسم الفاعل ہے۔ لغزش دینے والا۔ ﴿مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ﴾ (37/الصافات:162) ''اور تم لوگ اس سے یعنی ایمان سے لغزش دینے والے نہیں ہو یعنی نہیں دے سکتے۔''

**فِتْنَةٌ**: اسم ذات ہے۔ (۱) آزمائش۔ (۲) عذاب۔ (۳) مشکل۔ آفت۔ (۴) لغزش۔ گمراہی۔ (۵) تکلیف۔ ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (8/الانفال:28) ''تم لوگ جان لو کہ دراصل تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔'' ﴿ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ﴾ (51/الذریات:14) ''تم لوگ چکھو اپنے عذاب کو۔'' ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ (8/الانفال:25) ''اور تم لوگ بچو ایسی آفت سے جو خاص ان لوگوں کو نہیں پہنچے گی جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے۔'' ﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (8/الانفال:39) ''اور تم لوگ قتال کرو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے کوئی گمراہی اور ہو جائے نظام حیات، اس کا کل، اللہ کے لیے۔'' ﴿وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ﴾ (22/الحج:11) ''اور اگر پہنچتی ہے اس کو کوئی تکلیف تو وہ پلٹ جاتا ہے اپنے چہرے پر۔''

### ض ر ر

(ن) **ضَرًّا**: کسی کو نقصان پہنچانا۔ تکلیف دینا۔ ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ﴾ (10/یونس:106) ''اور تو مت پکار اللہ کے سوا اس کو جو تجھ کو نفع نہیں دیتا اور نقصان نہیں پہنچاتا۔''

**ضَرٌّ**: ج ضَرَّاءُ۔ اسم ذات ہے۔ نقصان۔ تکلیف۔ ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا﴾ (7/الاعراف:188) ''آپ کہیے میں اختیار نہیں رکھتا اپنی جان کے لیے کسی نفع کا اور نہ ہی کسی نقصان کا۔'' ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ﴾ (3/آل عمران:134) ''وہ لوگ جو انفاق کرتے ہیں آسانیوں میں اور تکالیف میں۔''

**ضَرَرٌ**: اسم ذات ہے۔ مجبوری۔ عذر۔ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ﴾ (4/النساء:95) ''برابر نہیں ہیں بیٹھنے والے مومنوں میں سے، بغیر عذر والے، اور جہاد کرنے والے۔''

**ضَآرٌّ**: فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ تکلیف دینے والا۔ ﴿وَ لَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا﴾ (58/المجادلہ:10) ''اور وہ نقصان پہنچانے والا نہیں ہے ان کو کچھ بھی۔''

(مفاعلہ) **ضِرَارًا**: باہم نقصان پہنچانا، تکلیف دینا۔ ﴿وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ﴾ (65/الطلاق:6) ''اور تم لوگ تکلیف مت دو ان خواتین کو تاکہ تم لوگ تنگی کرو ان پر۔''

**مُضَآرٌّ**: اس باب میں مضاعف کا اسم الفاعل اور اسم المفعول دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اس کے دو معانی ہیں۔ (۱) نقصان پہنچانے والا۔ (۲) نقصان پہنچایا ہوا۔ ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ﴾ (4/النساء:12) ''وصیت کے بعد، اس نے وصیت کی جس کی یا قرض کے بعد، بغیر نقصان پہنچانے والا ہوتے ہوئے۔''

| | | |
|---|---|---|
| (افتعال) | اِضْطِرَارًا | مجبور کرنا۔ ﴿ ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ﴾ (2/البقرہ:126) ''پھر میں مجبور کروں گا اس کو آگ کے عذاب کی طرف۔'' |
| | مُضْطَرٌّ | اس میں بھی دو امکان ہیں۔ (۱) مجبور کرنے والا۔ جابر۔ (۲) مجبور کیا ہوا۔ مجبور۔ لاچار۔ ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ﴾ (27/النمل:62) ''یا کون جواب دیتا ہے یعنی قبول کرتا ہے لاچار کی جب بھی وہ پکارے اس کو۔'' |

**ن ف ع**

| | | |
|---|---|---|
| (ف) | نَفْعًا | فائدہ دینا۔ ﴿ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا ﴾ (6/الانعام:71) ''کیا ہم پکارے اللہ کے سوا اس کو جو ہم کو نفع نہیں دیتا اور نہ ہم کو نقصان پہنچاتا ہے۔'' |
| | نَفْعٌ | اسم ذات ہے۔ فائدہ۔ ﴿ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ﴾ (13/الرعد:16) ''وہ لوگ اختیار نہیں رکھتے اپنے آپ کے لیے کسی فائدے کا اور نہ کسی نقصان کا۔'' |
| | مَنْفَعَةٌ | ج مَنَافِعُ۔ اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ﴿ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ (22/الحج:33) ''تمہارے لیے اس میں فائدہ اٹھانے کی چیزیں ہیں ایک مقررہ میعاد تک۔'' |

**ترکیب**

تَتْلُوْا مضارع میں واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اور اس پر الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اس کا فاعل اسم ظاہر اَلشَّيٰطِيْنُ عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے مؤنث کا صیغہ بھی جائز ہے۔ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ میں لٰكِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے اَلشَّيٰطِيْنَ نصب میں ہے اور جملہ فعلیہ كَفَرُوْا اس کی خبر ہے۔ يُعَلِّمُوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے جو الشَّيٰطِيْنَ کے لیے ہے جبکہ اَلنَّاسَ اس کا مفعول اوّل اور اَلسِّحْرَ مفعول ثانی ہے اور یہ پورا جملہ كَفَرُوْا کا حال ہے۔ وَمَآ اُنْزِلَ عطف ہے وَاتَّبَعُوْا پر۔ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ بدل ہے اَلْمَلَكَيْنِ کا، اس لیے یہ حالت جرّ میں ہے اور غیر منصرف ہونے کی وجہ سے تا پر فتحہ آئی ہے۔ يُعَلِّمٰنِ کا فاعل اس میں شامل هُمَا کی ضمیر ہے جو ھاروت اور ماروت کے لیے ہے۔ فَيَتَعَلَّمُوْنَ کا مفعول مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ ہے۔ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ میں ہٖ کی ضمیر مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ کے لیے ہے۔

**ترجمہ**

| وَاتَّبَعُوْا | مَا | تَتْلُوا | الشَّيٰطِيْنُ | عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ |
|---|---|---|---|---|
| اور وہ لوگ پیچھے پڑے | اس کے جو | پڑھتے تھے | شیاطین | سلیمانؑ کے ملک میں |

| وَمَا كَفَرَ | سُلَيْمٰنُ | وَلٰكِنَّ | الشَّيٰطِيْنَ | كَفَرُوْا | يُعَلِّمُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|
| اور کفر نہیں کیا | سلیمانؑ نے | اور لیکن (بلکہ) | شیاطین نے | کفر کیا ہے | وہ سکھاتے تھے |

| النَّاسَ | السِّحْرَ | وَمَآ | اُنْزِلَ | عَلَى الْمَلَكَيْنِ | بِبَابِلَ |
|---|---|---|---|---|---|
| لوگوں کو | جادو | اور اس کے (پیچھے پڑے) جو | اتارا گیا | دو فرشتوں پر | بابل میں |

| هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ | وَمَا يُعَلِّمٰنِ | مِنْ اَحَدٍ | حَتّٰى |
|---|---|---|---|
| ھاروت اور ماروت پر | اور وہ دونوں نہیں سکھاتے تھے | کسی ایک کو | یہاں تک کہ |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| يَقُوْلَآ | اِنَّمَا | نَحْنُ | فِتْنَةٌ | فَلَا تَكْفُرْ ؕ |
| وہ دونوں کہتے | کچھ نہیں سوائے اس کے کہ | ہم | آزمائش ہیں | پس تو کفر مت کر |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| فَيَتَعَلَّمُوْنَ | مِنْهُمَا | مَا | يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ | بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ |
| تو (بھی) وہ لوگ سیکھتے | ان دونوں سے | اس کو | وہ لوگ جدائی ڈالتے جس سے | مرد اور اس کی بیوی کے مابین |

| | | | |
|---|---|---|---|
| وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ | بِهٖ | مِنْ اَحَدٍ | اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ |
| اور وہ لوگ نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں | اس سے | کسی ایک کو | مگر اللہ کی اجازت سے |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| وَيَتَعَلَّمُوْنَ | مَا | يَضُرُّهُمْ | وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ | وَلَقَدْ عَلِمُوْا |
| اور وہ سیکھتے | اس کو جو | ان کو نقصان دیتا | اور ان کو نفع نہیں دیتا | اور یقیناً وہ جان چکے تھے |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| لَمَنِ اشْتَرٰىهُ | مَا لَهٗ | فِي الْاٰخِرَةِ | مِنْ خَلَاقٍ ۛ | وَلَبِئْسَ |
| کہ بیشک جس نے خریدا اس کو | اس کے لیے نہیں ہے | آخرت میں | کوئی حصہ | اور یقیناً کتنا برا ہے |

| | | |
|---|---|---|
| مَا شَرَوْا بِهٖٓ | اَنْفُسَهُمْ ؕ | لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ |
| وہ، انہوں نے سودا کیا جس سے | اپنے آپ کا | کاش وہ لوگ جانتے ہوتے |

**نوٹ۔1**

اس آیت سے جادو کے متعلق جو راہنمائی حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ (۱) جادو کا وجود اور اس کا مؤثر ہونا ثابت ہے۔ (۲) جادو کا کفر ہونا ثابت ہے۔ (۳) جادو کا اثر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لیے جادو کا توڑ جادو سے کرنا غلط ہے بلکہ اس کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ”جادو کو دور کرنے (یعنی دور رکھنے) اور اس کے اثر کو زائل کرنے کے لیے سب سے اعلیٰ چیز قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کی سورتیں ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ان جیسا کوئی تعویذ نہیں ہے۔ اسی طرح آیت الکرسی بھی شیطان کو دفع کرنے میں اعلیٰ درجے کی چیز ہے“ (ابن کثیر)۔

## آیت نمبر (103)

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ع ﴿۱۰۳﴾ ﴾

| | | |
|---|---|---|
| ث | و | ب |

(ن)   ثَوْبًا   کسی چیز کا اپنی اصل کی طرف لوٹنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) منزل مقصود تک پہنچا۔ (۲) بدلہ پانا (عمل کا عمل کرنے والے یعنی اپنے اصل کی طرف لوٹ آنا)۔

مَثَابَةٌ   مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ (مَثَابٌ کے ساتھ تائے وحدت ہے۔ جیسے بَقَرٌ سے بَقَرَةٌ)۔ لوٹنے کی ایک جگہ۔ ﴿ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ ﴾ (2/ البقرہ: 125) ”اور جب ہم نے بنایا اس گھر کو لوٹنے کا ایک ٹھکانہ لوگوں کے لیے۔“

**ثَوَابٌ** اسم ذات ہے۔ کسی عمل کی جزا۔ بدلہ۔﴿ فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ ﴾(4/النساء:134) ’’تو اللہ ہی کے پاس آخرت اور دنیا کی جزا ہے۔‘‘

**مَثُوْبَةٌ** اسم ذات ہے۔ جزا۔ بدلہ۔﴿ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً ﴾(5/المآئدہ:60)’’کیا میں خبر دوں تم لوگوں کو اس سے زیادہ شر کی بطور بدلے کے۔‘‘

**ثَوْبٌ** ج ثِيَابٌ۔ اسم ذات ہے۔ کپڑا (کپاس کی منزلِ مقصود)۔﴿ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا ﴾(18/الکہف:31)’’اور وہ پہنیں گے سبز کپڑے۔‘‘

**ثَيِّبَاتٌ** فَيْعِلٌ کے وزن پر صفت ثَيِّبٌ کی جمع مؤنث سالم ہے۔ بیوہ یا طلاق شدہ خواتین (کیونکہ وہ شادی سے پہلے کی حالت پر لوٹ آتی ہیں)۔﴿ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ۝ ﴾(66/التحریم:5)’’شوہر آشنا خواتین اور کنواریاں۔‘‘

(افعال) **اِثَابَةٌ** بدلے میں کچھ دینا۔﴿ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ ﴾(3/آل عمران:153)’’تو اس نے بدلے میں دیا تم لوگوں کو غم پر غم۔‘‘﴿ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ ﴾(5/المآئدہ:85)’’تو بدلے میں دیا ان کو اللہ نے، بسبب اس کے جو انہوں نے کہا، باغات۔‘‘

(تفعیل) **تَثْوِيْبًا** بدلہ دینا۔﴿ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ ﴾(83/المطففین:36)’’کیا بدلہ دیے گئے کافر لوگ، وہ جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔‘‘

## خ ی ر

(ض) **خَيْرًا** فائدہ مند ہونا۔ صاحبِ خیر ہونا (لازم)۔

**خَيْرًا** پسند کرنا (متعدی)۔

**خَيْرٌ** اسم ذات ہے۔ (۱) جس کا انجام پسندیدہ ہو۔ بھلائی۔ خیر۔ (۲) پسندیدہ چیز۔ مال۔ دولت۔﴿ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ ﴾(2/البقرہ:110)’’اور جو تم لوگ آگے بھیجتے ہو اپنے آپ کے لیے کوئی بھی بھلائی، تم لوگ پاؤ گے اس کو اللہ کے پاس۔‘‘﴿ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ ؕ ﴾(100/العٰدیٰت:8)’’اور یقیناً وہ مال کی محبت میں شدید ہے۔‘‘

**خَيْرٌ** اس مادہ کا افعل التفضیل اَخْيَرُ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بجائے زیادہ تر خَيْرٌ استعمال ہوتا ہے اور قرآن مجید میں بھی خَيْرٌ استعمال ہوا ہے۔ اَخْيَرُ کہیں نہیں آیا۔ بہتر یا سب سے بہتر۔﴿ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ ﴾(7/الاعراف:12)’’میں بہتر ہوں اس سے۔‘‘﴿ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ ﴾(3/آل عمران:150)’’بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہی اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔‘‘

**خَيْرَاتٌ** یہ خَيْرٌ کی جمع مؤنث سالم ہے۔ بھلائیاں۔ نیکیاں۔﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ﴾(21/الانبیاء:90)’’بیشک وہ لوگ جلدی کیا کرتے تھے نیکیوں میں۔‘‘

**اَخْيَارٌ** اَفْعَالٌ کے وزن پر جمع مکسر ہے۔ بہت خیر والا۔﴿ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ ؕ ﴾(38/صٓ:48)’’اور یاد کرو اسمٰعیل کو اور یسع علیہ السلام کو اور ذوالکفل کو، وہ سب بہت خیر والوں میں سے ہیں۔‘‘

**خِيَرَةٌ** پسند کرنے کی قدرت۔ اختیار۔﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَهُمُ الۡخِیَرَةُ مِنۡ اَمۡرِهِمۡ ؕ﴾ (33/الاحزاب: 36) ''نہیں ہے کسی مومن مرد کے لیے اور نہ ہی کسی مومن عورت کے لیے، جب فیصلہ کرے اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا، کہ ہو ان کے لیے پسند کرنے کا اختیار اپنے کام میں۔''

(تفعل) — تَخَیُّرًا — کسی چیز کو اپنے لیے پسند کرنا۔ ﴿وَ فَاکِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوۡنَ ﴿۲۰﴾﴾ (56/الواقعہ: 20) ''اور پھل، اس میں سے جو وہ لوگ پسند کریں۔''

(افتعال) — اِخۡتِیَارًا — پسندیدہ چیز کو حاصل کر لینا۔ چن لینا۔ منتخب کرنا۔ ﴿وَاخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا﴾ (7/الاعراف: 155) ''اور چن لیا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر مرد۔''

## ترکیب

لَوۡ شرطیہ ہے۔ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا شرط ہے اور لَمَثُوۡبَةٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ خَیۡرٌ جوابِ شرط ہے۔ لَمَثُوۡبَةٌ پر لامِ جوابِ شرط کا ہے اور مَثُوۡبَةٌ مبتداء نکرہ ہے، خَیۡرٌ اس کی خبر ہے اور مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ متعلق خبر ہے۔ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ کا لَوۡ تمنّی ہے۔

## ترجمہ

| وَلَوۡ | اَنَّهُمۡ | اٰمَنُوۡا | وَاتَّقَوۡا | لَمَثُوۡبَةٌ | مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ |
|---|---|---|---|---|---|
| اور اگر | یہ کہ وہ لوگ | ایمان لاتے | اور پرہیزگاری کرتے | تو بدلہ | اللہ کے پاس سے |

| خَیۡرٌ ؕ | لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ |
|---|---|
| بہتر ہوتا | کاش وہ لوگ جانتے ہوتے |

## نوٹ۔1

ترکیب میں بتایا گیا کہ مَثُوۡبَةٌ نکرہ ہے لیکن مبتداء ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی عام قاعدہ بیان کرنا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں مبتداء کو معرفہ اور نکرہ، دونوں طرح سے لانا جائز ہے۔

## نوٹ۔2

آیت زیرِ مطالعہ کی لغت میں مادہ ''ث و ب'' کے ایک لفظ مَثَابَةٌ کے معنی بتاتے ہوئے ہم نے بتایا ہے کہ اس کے ساتھ تائے وحدت لگی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب سمجھ لیں۔

بعض اسماء کسی چیز کی قسم یا جنس کے لیے آتے ہیں۔ وہ بذاتِ خود بھی واحد ہوتے ہیں اور ان کی جمع بھی آتی ہے لیکن جب اس قسم کی کسی ایک چیز کا ذکر کرنا ہوتا ہے تو اسم جنس کے واحد لفظ کے آخر میں گول تے (ۃ) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے عِنَبٌ (انگور) ایک خاص قسم کے پھل کا اسم جنس ہے، اس کی جمع اَعۡنَابٌ ہے، لیکن انگور کے ایک دانے کو عِنَبَةٌ کہتے ہیں۔ اسی طرح سے شَجَرٌ (درخت) کی جمع اَشۡجَارٌ اور واحد شَجَرَةٌ ہے۔ حَبٌّ (دانہ) کی جمع حُبُوۡبٌ اور واحد حَبَّةٌ ہے۔ نَمۡلٌ (چیونٹی) کی جمع نِمَالٌ اور واحد نَمۡلَةٌ ہے۔

اب یہ نوٹ کر لیں کہ اسم جنس میں دراصل جمع کا مفہوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا واحد گول تے (ۃ) کا اضافہ کر کے بناتے ہیں۔ البتہ اس کی جمع اس وقت استعمال ہوتی ہے جب اس جنس کی مختلف اقسام کا ذکر ہو۔ مثلاً ایک باغ میں صرف آم کے درخت ہیں۔ تو ان درختوں کو اَشۡجَارٌ نہیں بلکہ شَجَرٌ کہیں گے۔ دوسرے باغ میں کچھ آم کے، کچھ کھجور کے، کچھ بیری کے اور مختلف چیزوں کے درخت ہیں۔ اب ان درختوں کو شَجَرٌ نہیں بلکہ اَشۡجَارٌ کہیں گے۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

**اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کارِ خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا**

اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب
کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.com, info@khuddam-ul-quran.com

03217805614,0412437618,0412437781

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

290

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

## سورۃ البقرۃ (۲)

## آیت نمبر (104)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَ قُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَ اسۡمَعُوۡا ؕ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۰۴﴾ ﴾

ر ع ی

(ف) رِعَایَۃً: (۱) حفاظت کرنا۔ (۲) نظر رکھنا یا نگرانی کرنا۔ (۳) مویشی چرانا۔ (۴) کسی کے حق کی حفاظت کرنا یعنی رعایت کرنا۔ ﴿ فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ۚ ﴾ (57/الحدید:27) ''تو انہوں نے حفاظت نہیں کی اس کی جیسا کہ اس کی حفاظت کرنے کا حق ہے۔''

اِرۡعَ: فعل امر ہے۔ تو حفاظت کر۔ ﴿ کُلُوۡا وَ ارۡعَوۡا اَنۡعَامَکُمۡ ؕ ﴾ (20/طٰہٰ:54) ''تم لوگ کھاؤ اور چراؤ اپنے مویشیوں کو۔''

رَاعٍ: ج رِعَاءٌ اور رَاعُوۡنَ۔ حفاظت کرنے والا۔ چرواہا۔ ﴿ وَ الَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَ عَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۸﴾ ﴾ (23/المؤمنون:8) ''اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' ﴿ لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ ٜ ﴾ (28/القصص:23) ''ہم نہیں پلاتے یہاں تک کہ واپس لے جائیں چرواہے۔''

مَرۡعٰی: مَفۡعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ چراگاہ۔ پھر چارے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿ وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۪ۙ﴿۴﴾ ﴾ (87/الاعلیٰ:4) ''اور جس نے نکالا چارے کو۔''

(مفاعلہ) مُرَاعَاۃً: کسی کے حق پر نگاہ رکھنا۔ رعایت کرنا۔

رَاعِ: فعل امر ہے۔ تو رعایت کر۔ ﴿ وَ یَقُوۡلُوۡنَ سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا وَ اسۡمَعۡ غَیۡرَ مُسۡمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلۡسِنَتِهِمۡ ﴾ (4/النساء:46) ''اور وہ لوگ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نہ مانا اور آپ سنیے، سنایا ہوا ہونے کے بغیر اور (کہتے ہیں) راعنا اپنی زبانوں کو پھیرتے ہوئے۔''

ترجمہ

| یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا | لَا تَقُوۡلُوۡا | رَاعِنَا | وَ قُوۡلُوا | انۡظُرۡنَا |
|---|---|---|---|---|
| اے لوگو! جو ایمان لائے ہو | تم لوگ مت کہو | راعنا | اور کہو | آپ مہلت دیں ہم کو |

| وَ اسۡمَعُوۡا ؕ | وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ | عَذَابٌ اَلِیۡمٌ |
|---|---|---|
| اور تم لوگ سنو | اور انکار کرنے والوں کے لیے | ایک دردناک عذاب ہے |

نوٹ۔1

کسی مجلس میں جب کوئی بات کر رہا ہو اور اس کی بات سمجھ میں نہ آئے یا درمیان میں ہم کچھ کہنا چاہیں تو اردو میں ''قطع کلامی معاف'' کہنے کا رواج ہے انگریزی میں EXCUSE ME یا BEG YOUR PARDON کہنے کا رواج

ہے۔ایسے ہی عربی میں رَاعِنَا یا اُنْظُرْنَا کہنے کا رواج تھا۔رَاعِنَا کہنے سے کیوں منع کیا گیا اس کی[290] وجہ سمجھ لیں۔
مادہ ''ر ع ی'' سے باب مفاعلہ میں فعل امر رَاعِ بنتا ہے۔اس پر جب ضمیر مفعولی نَا داخل ہوتی ہے تو لفظ رَاعِنَا بنتا ہے جس کے معنی ہیں ہماری رعایت کریں۔لیکن اسی مادے سے ثلاثی مجرد میں اسم الفاعل رَاعٍ بنتا ہے۔یہ جب مضاف بنتا ہے تو تنوین ختم ہوجاتی ہے اور اس پر مضاف الیہ نَا لگائیں تب بھی لفظ رَاعِنَا بنے گا جس کے معنی ہوں گے ہمارا چرواہا۔اس طرح یہ ایک ذومعنی لفظ ہے۔یہودی اور منافق اس کا غلط استعمال کرتے تھے اس لیے یہ لفظ ممنوع قرار دیا گیا۔

اس حوالہ سے یہ بات آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے گفتگو میں ذومعنی الفاظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

## آیت نمبر (105)

﴿مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ١٠٥﴾

**خ ص ص**

(ن) خَصًّا: خاص کرنا (متعدی)۔خاص ہونا (لازم)۔

خَاصٌّ: مونث خَاصَّةٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔خاص۔﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً ۚ﴾ (8/الانفال:25) ''اور تم لوگ بچو ایک فتنہ سے جو نہیں پہنچے گا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے، خاص ہوتے ہوئے، یعنی صرف ظالموں کو نہیں بلکہ سب کو پہنچے گا۔''

(س) خَصَاصَةً: مفلس ہونا۔محتاج ہونا۔

خَصَاصَةٌ: اس ذات بھی ہے۔مفلسی۔محتاجی۔﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ﴾ (59/الحشر:9) ''اور وہ لوگ ترجیح دیتے ہیں اپنے آپ پر اور اگرچہ یعنی خواہ ہو ان کو محتاجی۔''

(افتعال) اِخْتِصَاصًا: اہتمام سے خاص کرنا۔چن لینا۔آیت زیر مطالعہ۔

**ترکیب**

يَوَدُّ کا فاعل اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ہے جس کی وضاحت کے لیے مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ آیا ہے جو کہ متعلق فعل ہے۔اَلْمُشْرِكِيْنَ سے پہلے مِنْ اَهْلِ کے الفاظ محذوف ہیں اس لئے یہ حالت جر میں ہے۔اَنْ يُّنَزَّلَ سے مِنْ رَّبِّكُمْ تک پورا جملہ يَوَدُّ کا مفعول ہے۔يَخْتَصُّ کا فاعل اَللّٰهُ ہے۔يَخْتَصُّ اور يَشَاۗءُ دونوں کا مفعول مَنْ ہے۔

**ترجمہ**

| مَا يَوَدُّ | اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا | مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ | وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ |
|---|---|---|---|
| نہیں چاہتے | وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا | اہل کتاب میں سے | اور نہ ہی شرک کرنے والوں میں سے |

| اَنْ يُّنَزَّلَ | عَلَيْكُمْ | مِّنْ خَيْرٍ | مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ | وَاللّٰهُ |
|---|---|---|---|---|
| کہ نازل کی جائے | تم لوگوں پر | کوئی بھلائی | تمہارے رب کی طرف سے | اور اللہ |

| یَخْتَصُّ | بِرَحْمَتِهٖ | مَنْ | يَّشَآءُ | وَاللّٰهُ | ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ 290 |
|---|---|---|---|---|---|
| مخصوص کرتا ہے | اپنی رحمت سے | ان کو جن کو | وہ چاہتا ہے | اور اللہ | بڑے فضل والا ہے |

## آیت نمبر (106)

﴿ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ١٠٦﴾

ن س خ

(ف) نَسْخًا کسی چیز کا دوسری چیز کو زائل کر کے اس کی جگہ لینا۔ جیسے دھوپ کا سایہ یا سایہ کا دھوپ کی جگہ لینا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) کتاب کو حرف بہ حرف نقل کرنا۔ ( کیونکہ کتاب کے حروف تختی یا کاغذ کی سادہ جگہ کو لے لیتے ہیں )۔ (۲) کسی چیز کو زائل کر دینا۔ ﴿فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ﴾ (22/ الحج: 52) ''تو اللہ زائل کرتا ہے اس کو جو ڈالتا ہے شیطان۔''

نُسْخَةٌ اسم ذات ہے۔ نقل کیے ہوئے حروف۔ تحریر ﴿ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ ﴾ (7/ الاعراف: 154) ''اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی۔''

(استفعال) اِسْتِنْسَاخًا لکھنے کے لیے کہنا۔ لکھوانا۔ ﴿ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٢٩﴾ (45/ الجاثیہ: 29) ''ہم لکھواتے تھے جو تم لوگ عمل کرتے تھے۔''

**ترکیب**

مَا شرطیہ ہے نَنْسَخْ اور نُنْسِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں۔ جبکہ نَاْتِ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ نُنْسِهَا مِثْلِهَا اور مِنْهَا میں هَا کی ضمیریں اٰيَةٍ ك ے لیے ہیں۔ لفظ اَللّٰهَ ، اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، قَدِيْرٌ اس کی خبر ہے اور عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ متعلق خبر ہے۔

**ترجمہ**

| مَا نَنْسَخْ | مِنْ اٰيَةٍ | اَوْ نُنْسِهَا | نَاْتِ |
|---|---|---|---|
| جو ہم زائل کرتے ہیں | کوئی بھی آیت | یا ہم بھلا دیتے ہیں اس کو | تو ہم لاتے ہیں |

| بِخَيْرٍ مِّنْهَآ | اَوْ مِثْلِهَا ۭ | اَلَمْ تَعْلَمْ | اَنَّ اللّٰهَ | عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ | قَدِيْرٌ |
|---|---|---|---|---|---|
| اس سے زیادہ بہتر کو | یا اس کی مانند | کیا تو نے جانا نہیں | کہ اللہ | ہر چیز پر | قدرت رکھنے والا ہے |

**نوٹ۔1**

یہودی نسخ احکام کے قائل نہیں ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا نقص ثابت ہوتا ہے۔ اس دلیل کی بنیاد پر وہ کسی نئی شریعت کے قائل نہیں ہیں، نہ شریعتِ عیسویؑ کے اور نہ ہی شریعتِ محمدیؐ کے۔ ان کی اس دلیل کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور جواب دیا گیا کہ اگر وہ کوئی آیت زائل کرتا ہے تو اس کی جگہ کوئی دوسری آیت نازل کر دیتا ہے۔ اس میں نسلِ انسانی کے عبوری دور کی طرف اشارہ ہے۔ اسے سمجھ لیں۔

احکام کی تبدیلی کی ضرورت اس لیے نہیں تھی کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ کون سا حکم انسانوں[290] کے لیے مفید ہے۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسانی ذہن اور انسانی معاشرہ نے ارتقائی مراحل طے کیے ہیں۔ اسلیے نسل انسانی کے عبوری دور میں عبوری احکام ہی اس کے حق میں مفید تھے۔ جیسے نوزائیدہ بچے کے لیے ٹھوس غذا نقصان دہ ہوتی ہے لیکن بعد میں وہی ٹھوس غذا اس کے لیے ضروری ہوجاتی ہے۔ ڈاکٹر اپنے مریضوں کی دوا بھی تبدیل کرتا ہے اور ان کی خوراک بھی تبدیل کرتا ہے۔ والدین اور ڈاکٹر یہ کام لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے علم کی وجہ سے کرتے ہیں۔

اب نوٹ کرلیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے نسل انسانی کا عبوری دور تھا اور خود آپؐ کا ۲۳ سالہ دور بھی اسی عبوری دور کا آخری حصہ تھا۔ نسلِ انسانی کا یہ عبوری دور اس دن ختم ہوگیا جس دن اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ والی آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت حیات طیبہ کے آخری ایام میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد چند مزید آیات تو نازل ہوئیں لیکن کوئی نیا حکم نہیں آیا۔

یہی وجہ ہے کہ امت کے تقریباً تمام مکاتبِ فکر نسخ آیات کے امکان اور وقوع، دونوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ صرف معتزلہ ایک ایسا فرقہ گزرا ہے جو اس کے امکان کو تسلیم کرتا تھا لیکن وقوع کو نہیں مانتا تھا۔

## آیت نمبر (107)

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾﴾

**ترکیب**

اَنَّ کا اسم لفظ اَللّٰهُ ہے اس کی خبر ثَابِتٌ محذوف ہے۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ متعلق خبر تھے جواب قائم مقام خبر ہیں۔ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ دراصل مبتداء مؤخر نکرہ وَلِيٌّ اور نَصِيْرٌ تھے جو مِنْ تبعیضیہ داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہوئے ہیں۔ ان کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے۔ مَا نافیہ ہے۔ لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

**ترجمہ**

| اَلَمْ تَعْلَمْ | اَنَّ اللّٰهَ | لَهٗ | مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ |
|---|---|---|---|
| کیا تو نے جانا نہیں | کہ اللہ | کے لیے ہے | زمین اور آسمانوں کا اقتدار |

| وَمَا لَكُمْ | مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ | مِنْ وَّلِيٍّ | وَّلَا نَصِيْرٍ |
|---|---|---|---|
| اور تمہارے لیے نہیں ہے | اللہ کے علاوہ | کوئی بھی کارساز | اور نہ ہی کوئی مددگار |

**نوٹ۔1**

جب کسی نکرہ اسم پر مِنْ لگا کر اسے مزید نکرہ کرتے ہیں تو اسے مِنْ تبعیضیہ کہتے ہیں۔ جیسے كِتَابٌ کا مطلب ہے کوئی کتاب۔ جبکہ مِنْ كِتَابٍ کا مطلب ہے کسی قسم کی کوئی بھی کتاب۔ اسی طرح وَلِيٌّ اور نَصِيْرٌ کا مطلب ہے کوئی کارساز اور کوئی مددگار۔ جبکہ مِنْ وَّلِيٍّ اور مِنْ نَصِيْرٍ کا مطلب ہے کسی قسم کا کوئی بھی کارساز اور مددگار۔

## آیت نمبر (108)

﴿اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾﴾

290

س ب ل

(ن) سَبًّا: کسی پر الزام دینے کی راہ نکالنا۔ گالی دینا۔

سَبِيْلٌ: ج سُبُلٌ۔ فَعِیْلٌ کا وزن ہے لیکن اسم الفاعل یا صفت کے بجائے اسم ذات کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ (۱) راہ۔ راستہ۔ (۲) الزام۔ اس معنی میں عموماً علی کے ساتھ آتا ہے۔ ﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ ﴾ (16/النحل:125) ''دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے۔'' ﴿ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ﴾ (30/الروم:38) ''پس دو قربت والے کو اس کا حق اور ضرورتمند کو اور راستے کے بیٹے یعنی مسافر کو۔'' ﴿ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴾ (2/البقرہ:41) ''تو یہ لوگ ہیں نہیں ہے ان پر کوئی راہ یعنی کوئی الزام۔'' ﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴾ (29/العنکبوت:69) ''اور جن لوگوں نے جدوجہد کی ہمارے لیے تو ہم لازماً ہدایت دیں گے ان کو اپنے راستوں کی۔''

**ترکیب**

اَنْ تَسْئَلُوْا سے مِنْ قَبْلُ تک پورا جملہ تُرِيْدُوْنَ کا مفعول ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے، يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ شرط ہے اور فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ جواب شرط ہے۔ سَوَاءَ السَّبِيْلِ مرکب اضافی ہے اور ضَلَّ کا ظرف ہے۔ اس لیے اس کے مضاف سَوَاءَ پر نصب آئی ہے۔

**ترجمہ**

| سُئِلَ | كَمَا | رَسُوْلَكُمْ | اَنْ تَسْئَلُوْا | اَمْ تُرِيْدُوْنَ |
|---|---|---|---|---|
| پوچھا گیا | اس کی مانند جو | اپنے رسولؐ سے | کہ تم لوگ پوچھو | یا تم لوگ چاہتے ہو |

| فَقَدْ ضَلَّ | بِالْاِيْمَانِ | الْكُفْرَ | وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ | مِنْ قَبْلُ | مُوْسٰى |
|---|---|---|---|---|---|
| تو وہ بھٹک گیا ہے | ایمان کے عوض | کفر کو | اور جو بدلہ میں لیتا ہے | اس سے پہلے | موسیٰؑ سے |

| سَوَآءَ السَّبِيْلِ |
|---|
| راہ کے وسط سے |

**نوٹ۔1**

نسخ احکام کے پس منظر میں یہودی ایسے سوالات اٹھاتے تھے جن کے بین السطور اسلامی احکام پر اعتراض اور ترمیم یا تبدیلی کی تجویز مضمر ہوتی تھی۔ منافقین اور کچھ سادہ لوح صحابی ان سے متاثر ہو کر وہی سوالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے تھے۔ اس نوعیت کے سوالات کرنے سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع کیا ہے۔ ترجمہ پر ایک مرتبہ پھر غور کر لیں تو اندازہ ہو جائے گا کہ ممانعت کا انداز نہ صرف تیکھا ہے بلکہ یہ راز بھی فاش کر رہا ہے کہ اس نوعیت کے سوالات کہاں سے امپورٹ ہوتے ہیں اور ان کا COUNTRY OF ORIGIN کیا ہے؟ ساتھ ہی یہ واضح کر دیا کہ یہ روش اختیار کرنا کفر کو دعوت دینا ہے۔

یہ نہ سمجھیں کہ یہ روش صرف حیاتِ طیبہ کے دوران تھی اب ختم ہو چکی ہے۔ یہ سلسلہ آج بھی زیادہ

شد و مد سے جاری ہے، البتہ اس کا تکیہ اب نسخ احکام کے بجائے اجتہاد پر ہوتا ہے، لیکن اس کا COUNTRY OF ORIGIN بھی وہی ہے اور اس کے لیے حکم بھی وہی ہے۔

290

کسی حکم کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حقیقی منشاء و مرضی معلوم کرنے کی نیت سے سوال کرنا ایک بالکل مختلف روش ہے۔ اس کی ممانعت نہ تو حیاتِ طیبہ کے دوران تھی اور نہ آج ہے اس کے لیے اصحاب صفہ کی ایک جماعت اُس وقت مصروفِ کار تھی اور الحمدللہ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

## آیت نمبر (109)

﴿ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ ﴾

ح س د

(ن) حَسَدًا: کسی کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا یا کوشش کرنا۔ ﴿ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ ﴾ (4/النساء:54) ''یا وہ لوگ حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔''

حَاسِدٌ: اسم الفاعل ہے۔ حسد کرنے والا۔ ﴿ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾ ﴾ (113/الفلق:5) ''اور حسد کرنے والے کے شر سے جب بھی وہ حسد کرے۔''

ص ف ح

(ف) صَفْحًا: نظر انداز کرنا۔ درگزر کرنا۔ ﴿ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ ﴾ (24/النور:22) ''اور چاہیے کہ وہ لوگ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم لوگ پسند نہیں کرتے کہ اللہ معاف کرے تم کو۔''

اِصْفَحْ: فعل امر ہے۔ تو درگزر کر۔ نظر انداز کر۔ ﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ ﴾ (5/المآئدہ:13) ''پس تو معاف کر ان کو اور نظر انداز کر بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔''

**ترکیب**

وَدَّ کا فاعل كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ہے اور لَوْ يَرُدُّونَكُم سے كُفَّارًا تک پورا جملہ اس کا مفعول ہے۔ يَرُدُّونَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور كُمْ کی ضمیر اس کا مفعول ہے، جبکہ كُفَّارًا ضمیر مفعولی كُمْ کا حال ہے۔ تفسیر حقانی میں حَسَدًا کو مفعول مانا گیا ہے۔ لیکن ہماری ترجیح یہ ہے کہ اسے يَرُدُّونَ کی ضمیر فاعلی هُمْ یعنی كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ کا حال مانا جائے۔

**ترجمہ**

| وَدَّ | كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ | لَوْ يَرُدُّونَكُم |
|---|---|---|
| چاہا | اہل کتاب کی اکثریت نے | کاش وہ لوگ پھیر دیں تم لوگوں کو |

| مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ | كُفَّارًا | حَسَدًا | مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم |
|---|---|---|---|
| تمہارے ایمان کے بعد | کفر کرنے والی حالت میں | حسد کرتے ہوئے | اپنے جی ہی جی میں |

| مِّن بَعْدِ مَا | تَبَيَّنَ | لَهُمُ | الْحَقُّ | فَاعْفُوا | وَاصْفَحُوا |
|---|---|---|---|---|---|
| اس کے بعد (بھی) کہ جو | واضح ہوا | ان کے لیے | حق | پس تم لوگ معاف کرو | اور نظر انداز کرو |

| حَتّٰی | یَاْتِیَ | اللّٰهُ | بِاَمْرِهٖ ط | اِنَّ اللّٰهَ | عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ | قَدِیْرٌ 290 |
|---|---|---|---|---|---|---|
| یہاں تک کہ | لائے | اللہ | اپنا فیصلہ | بیشک اللہ | ہر چیز پر | قدرت رکھنے والا ہے |

نوٹ۔1

اس آیت میں اللہ نے حاسدوں سے DEAL کرنے کے لیے ہم کو ایک THREE STEP FORMULA دیا ہے۔ (۱) انہیں معاف کرو۔ (۲) ان کی حرکتوں کو نظر انداز کرو۔ (۳) اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔ اس فارمولے کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ اللہ ہر چیز پر ہمیشہ اور ہر حال میں قدرت رکھنے والا ہے۔ کسی حاسد کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر ہم کو کچھ بھی نقصان پہنچا سکے۔ اور اللہ تعالیٰ چونکہ ہمارا رب بھی ہے اس لیے وہ اجازت صرف اس وقت دیتا ہے جب ظاہری نقصان میں ہمارا کوئی فائدہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس کی قدرت کا عالم یہ ہے کہ وہ مردہ میں سے زندہ کو اور رات میں سے دن کو نکال لاتا ہے۔ ایسی قدیر ہستی کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ کسی نقصان میں سے فائدہ برآمد کر دے۔ البتہ اس پوشیدہ فائدہ کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب وہ ہمارے لیے مفید ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم مذکورہ فارمولے پر عمل کریں اور اللہ کے فیصلے کا انتظار کریں۔ اس کے خلاف عمل کر کے ہو سکتا ہے کہ پوشیدہ فائدے سے ہم خود کو محروم کر لیں۔

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے ان سے حسد کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کوشش کو کامیاب ہونے کی اجازت دی۔ اس میں جو فائدہ پوشیدہ تھا اس کا اس وقت کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن آج ساری دنیا جانتی ہے کہ اس طرح مصر میں بنو اسرائیل کے اقتدار کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس فائدے کا ظہور کتنی طویل مدت کے بعد ہوا۔

## آیت نمبر(110)

﴿ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾ ﴾

ترکیب

وَ اَقِیْمُوا کا واؤ گزشتہ آیت کے فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا پر عطف ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا کا مَا موصولہ بھی ہے اور شرطیہ بھی۔ تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَیْرٍ شرط ہے اور تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ جواب شرط ہے۔ مِنْ خَیْرٍ کا مِنْ تبعیضیہ ہے۔ تَجِدُوْهُ میں ہٗ کی ضمیر مَا کے لیے ہے۔

ترجمہ

| وَ اَقِیْمُوْا | الصَّلٰوةَ | وَ اٰتُوا | الزَّكٰوةَ ط | وَمَا | تُقَدِّمُوْا |
|---|---|---|---|---|---|
| اور تم لوگ قائم کرو | نماز کو | اور پہنچاؤ | زکوٰۃ کو | اور جو | تم لوگ آگے بھیجو گے |

| لِاَنْفُسِكُمْ | مِّنْ خَیْرٍ | تَجِدُوْهُ | عِنْدَ اللّٰهِ ط | اِنَّ اللّٰهَ |
|---|---|---|---|---|
| اپنے آپ کے لیے | کوئی بھی بھلائی | تو تم لوگ پاؤ گے اس کو | اللہ کے پاس | یقیناً اللہ |

| بَصِیۡرٌ 290 | بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ |
|---|---|
| ہر حال میں دیکھنے والا | اس کو جو تم لوگ کرتے ہو |

نوٹ۔1

لفظ اٰتُوا اور اٰتَوۡا کے فرق کو سمجھ کر اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ اٰتُوا باب افعال میں فعل امر اٰتِ کا جمع مذکر کا صیغہ ہے۔اس کی اصلی شکل اٰتِیُوۡا تھی جو ناقص کے قاعدے کے تحت تبدیل ہوکر اٰتُوۡا بنتی ہے۔ پھر جب اسے آگے ملاتے ہیں تو واؤ پر علامت سکون کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لیے اٰتُوا الزَّکٰوۃَ لکھا جاتا ہے۔اس کے معنی ہیں تم لوگ زکوٰۃ ادا کرو۔

جبکہ اٰتَوۡا باب افعال میں ماضی معروف کا جمع مزکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس کی اصلی شکل اٰتَیُوۡا تھی جو ناقص کے قاعدے کے تحت تبدیل ہوکر اٰتَوۡا بنتی ہے۔ پھر آگے ملانے کے لیے واؤ پر ضمہ لگاتے ہیں تو یہ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لکھا جاتا ہے اس کے معنی ہیں ان لوگوں نے زکوٰۃ ادا کی۔

نوٹ۔2

گذشتہ آیت میں حسد کے علاج کے لیے جو فارمولا دیا گیا ہےس پر عمل کرنے اور خاص طور سے اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرنے کے لیے انسان کو جس ٹانک کی ضرورت ہے، اس آیت میں اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس ٹانک کی تاثیر کے دو پہلو ہیں۔ اولاً یہ کہ نماز، زکوٰۃ اور دیگر اعمالِ صالحہ کا اہتمام کرنے سے اللہ کے فیصلے کا انتظار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ثانیاً یہ کہ حاسد سے اُلجھ کر اپنا وقت ضائع کرنے کے بجائے وہی وقت بامقصد اور تعمیری کاموں میں صرف کروگے تو ظاہری نقصان میں پوشیدہ فائدے کے مستحق قرار دیے جاؤ گے۔

نوٹ کرلیں کہ آسودگی یا پریشانی، ہر حال میں، ہر مسلمان پر نماز اور زکوٰۃ فرض ہے۔ حسد کے علاج کے طور پر یہاں جس نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے، وہ نفلی عبادات اور صدقات ہیں۔

## آیت نمبر (111)

﴿ وَقَالُوۡا لَنۡ یَّدۡخُلَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ کَانَ ہُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی ؕ تِلۡکَ اَمَانِیُّہُمۡ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ ﴾

ہ ت و

(ن) ہَتۡوًا کسی چیز کو توڑ کر روندنا۔

(مفاعلہ) ہِتَاءً دوسرے کی بات کو روندنا۔ اپنی رائے دینا۔

ہَاتِ ج ہَاتُوۡا۔ فعل امر ہے۔ تو دے۔ تُو لا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ب ر ہ

(س) بَرَہًا جسم کا صحت مند ہونا۔ صحت مند جلد کی طرح چمکدار رہنا۔

بُرۡہَانٌ فُعۡلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی چمکدار۔ انتہائی روشن۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ یہ لفظ زیادہ تر فیصلہ کن دلیل کے لیے آتا ہے۔ ﴿ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمۡ بُرۡہَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ﴾ (4/النساء:174) ''اے لوگو! آچکی ہے تمہارے پاس ایک انتہائی روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے۔''

ترجمہ

| کَانَ ہُوۡدًا | اِلَّا مَنۡ | الۡجَنَّۃَ | لَنۡ یَّدۡخُلَ | وَقَالُوۡا |
|---|---|---|---|---|
| یہودی ہو | سوائے اس کے جو | جنت میں | ہرگز داخل نہیں ہوگا | اور انہوں نے کہا |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| اَوْ نَصٰرٰی ؕ | تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ | قُلْ | هَاتُوْا | بُرْهَانَكُمْ 290 |
| یا عیسائی ہو | یہ ان کی آرزوئیں ہیں | آپ ؐ کہیے | تم لوگ دو | اپنی روشن دلیل |

| |
|---|
| اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ |
| اگر تم لوگ سچے ہو |

نوٹ۔1 هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی میں اَوْ تفصیل کے لیے ہے۔یعنی یہودی اپنے لیے اور نصارٰی اپنے لیے یہی بات کہتے تھے۔

نوٹ۔2 اس آیت میں برہان کا مطلب یہ ہے کہ اگر تورات یا انجیل میں ایسی کوئی بات موجود ہے تو اسے سامنے لاؤ۔

## آیت نمبر (112)

﴿ بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ﴾

| و | ج | ہ |

(ک) وَجَاهَةٌ بلند رتبہ ہونا۔ باعزت ہونا۔

وَجِيْهٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ بلند رتبہ۔ باعزت۔ ﴿ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾ (3/آل عمران:45) ''ان کا نام مسیح عیسیٰؑ ابن مریم ہے، بلند رتبہ ہوتے ہوئے دنیا اور آخرت میں۔''

وَجْهٌ ج وُجُوْهٌ۔ اسم ذات ہے اور مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔
(۱) کسی چیز کا اشرف یا ابتدائی حصہ۔ ﴿ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ ﴾ (3/آل عمران:72) ''تم لوگ ایمان لاؤ اس پر جو نازل کیا گیا ان پر جو ایمان لائے، دن کے اشرف حصہ میں یعنی صبح کو اور انکار کرو اس کے آخر میں یعنی شام کو۔''
(۲) چہرہ (کیونکہ یہ انسان کا اشرف اور ابتدائی حصہ ہے)۔ ﴿ فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ ﴾ (12/یوسف:93) ''پس ڈالو اس کو میرے والد کے چہرے پر تو وہ ہو جائیں گے دیکھنے والے۔'' ﴿ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ ﴾ (3/آل عمران:106) ''جس دن سفید یعنی روشن ہو جائیں گے کچھ چہرے اور سیاہ ہو جائیں گے کچھ چہرے۔''
(۳) توجہ۔ خوشنودی۔ ﴿ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ ﴾ (76/الدھر:9) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ ہم کھلاتے ہیں تم لوگوں کو اللہ کی خوشنودی کے لیے۔'' ﴿ اِقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ ﴾ (12/یوسف:9) ''تم لوگ قتل کر دو یوسفؑ کو یا پھینک دو ان کو کسی زمین میں تو خالی یعنی خالص ہو جائے گی تمہارے لیے تمہارے والد کی توجہ۔''

جِهَةٌ ج وِجْهَةٌ۔ اسم ذات ہے۔ توجہ کرنے کی سمت۔ ﴿ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا ﴾ (2/البقرہ:148) ''اور سب کے لیے توجہ کرنے کی کچھ سمتیں ہیں، وہ پھیرنے والا ہے یعنی اپنے چہرے کو پھیرنے والا ہے اس کی طرف۔''

| | | |
|---|---|---|
| (تفعیل) | تَوْجِیْهًا | (۱) کسی کا رُخ کسی جانب کرنا۔ (۲) کسی کو کسی جانب بھیجنا۔ ﴿ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ﴾ (6/الانعام:79) ''میں رُخ کرتا ہوں اپنے چہرے کا اس کی طرف جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو۔'' ﴿ اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُّ لَا یَاْتِ بِخَیْرٍ ﴾ (16/النحل:76) ''جہاں کہیں وہ بھیجتا ہے اس کو تو وہ نہیں لاتا کوئی بھلائی۔'' |
| (تفعّل) | تَوَجُّهًا | اپنا رُخ کسی جانب کرنا۔ متوجہ ہونا۔ ﴿ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ ﴾ (28/القصص:22) ''اور جب وہ متوجہ ہوئے مدین کے سامنے۔'' |

**ترکیب**

مَنْ شرطیہ ہے۔ اَسْلَمَ سے مُحْسِنٌ تک شرط ہے۔ فَلَهٗ سے یَحْزَنُوْنَ تک جواب شرط ہے۔ اَسْلَمَ میں شامل ضمیر ھُوَ اس کا فاعل ہے، جو کہ مَنْ کے لیے ہے۔ مرکب اضافی وَجْهَهٗ اس کا مفعول ہے، اس لیے اس کے مضاف وَجْہ پر نصب آئی ہے۔ وَهُوَ مُحْسِنٌ کا واوٴ حالیہ ہے۔ مرکب اضافی اَجْرُهٗ مبتداء مؤخر ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے، جو کہ ثَابِتٌ ہو سکتی ہے۔ فَلَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ خَوْفٌ مبتداء نکرہ ہے کیونکہ اصول بیان کیا گیا ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ مَوْجُوْدٌ ہو سکتی ہے۔

**ترجمہ**

| بَلٰی | مَنْ اَسْلَمَ | وَجْهَهٗ | لِلّٰهِ | وَ | هُوَ |
|---|---|---|---|---|---|
| کیوں نہیں | جس نے تابعدار کیا | اپنے چہرے کو | اللہ کے لیے | اس حال میں کہ | وہ |

| مُحْسِنٌ | فَلَهٗ | اَجْرُهٗ | عِنْدَ رَبِّهٖ |
|---|---|---|---|
| محسن ہے | تو اس کے لیے ہے | اس کا اجر | اس کے رب کے پاس |

| وَلَا خَوْفٌ | عَلَیْهِمْ | وَلَا هُمْ | یَحْزَنُوْنَ |
|---|---|---|---|
| اور کوئی خوف نہیں ہے | ان پر | اور نہ ہی وہ لوگ | پچھتاتے ہیں |

**نوٹ۔1**

قرآن مجید کا یہ ایک خاص انداز ہے کہ اکثر وہ کسی چیز کے کسی جز کا ذکر کر کے اس چیز کے کُل کو مراد لیتا ہے۔ نماز کے ذکر میں یہ انداز نسبتاً زیادہ واضح ہے جیسے ﴿ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴾ (73/المزمل:2) ''اس میں نماز کے ایک رکن قیام کا ذکر کر کے نماز مراد لی گئی ہے۔ ﴿ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴾ (2/البقرہ:43) ''اس میں نماز کے ایک رکن رکوع کا ذکر کر کے نماز با جماعت مراد لی گئی ہے۔ اسی طرح آیتِ زیرِ مطالعہ میں وَجْهَهٗ سے صرف چہرہ نہیں بلکہ پوری شخصیت مراد ہے۔

## آیت نمبر (113)

﴿ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ۙ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۱۳ ﴾

**ترکیب**

اَلْيَهُوْدُ اور اَلنَّصٰرٰى عاقل کی جمع مکسر ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ افعال کے مذکر اور مؤنث دونوں صیغے 290 ہیں۔ اس آیت میں قَالَتْ اور لَيْسَتْ مؤنث کے صیغے آئے ہیں۔

لَيْسَتِ النَّصٰرٰى اور لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ میں اَلنَّصٰرٰى اور اَلْيَهُوْدُ دونوں لَيْسَتْ کا اسم ہیں، ان کی خبر محذوف ہے جو کہ قَائِمًا ہو سکتی ہے، جبکہ عَلٰى شَيْءٍ متعلق خبر ہے۔ وَهُمْ يَتْلُوْنَ کا واو حالیہ ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کا مفعول قَوْلًا، محذوف ہے، مرکب اضافی مِثْلَ قَوْلِهِمْ اس کی صفت ہے اس لیے مضاف مِثْلَ پر نصب آئی ہے۔

**ترجمہ**

| وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى | عَلٰى شَيْءٍ | لَيْسَتِ النَّصٰرٰى | وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ |
|---|---|---|---|
| اور کہا عیسائیوں نے | کسی چیز پر | نہیں ہیں عیسائی | اور کہا یہود نے |

| الْكِتٰبَ | هُمْ يَتْلُوْنَ | وَّ | عَلٰى شَيْءٍ | لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ |
|---|---|---|---|---|
| کتاب کو | وہ لوگ پڑھتے ہیں | اس حال میں کہ | کسی چیز پر | نہیں ہیں یہود |

| فَاللّٰهُ | مِثْلَ قَوْلِهِمْ | لَا يَعْلَمُوْنَ | الَّذِيْنَ | قَالَ | كَذٰلِكَ |
|---|---|---|---|---|---|
| تو اللہ | ان کے قول کی مانند | علم نہیں رکھتے | ان لوگوں نے جو | کہا | ایسے ہی |

| كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ | فِيْمَا | يَوْمَ الْقِيٰمَةِ | بَيْنَهُمْ | يَحْكُمُ |
|---|---|---|---|---|
| وہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے جس میں | اس میں | قیامت کے دن | ان کے مابین | فیصلہ کرے گا |

**نوٹ۔1**

اس آیت میں اَلْكِتٰبَ سے مراد ہے توراۃ اور انجیل۔ چنانچہ توراۃ اور انجیل پڑھنے والے علماء یہود اور علماء نصارٰی کے قول کو نقل کرنے کے بعد ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایسی ہی بات وہ یہود اور نصارٰی بھی کہتے ہیں جو علم نہیں رکھتے یعنی جاہل ہیں۔ اس طرح عالم اور جاہل برابر ہو گئے۔ یہاں زندگی کے ایک اہم اصول کی جانب ہماری راہنمائی کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ SUBJECTIVE THINKING یعنی کسی آرزو سے مغلوب سوچ، انسان کو عالم سے جاہل بنا دیتی ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے علماء کرام کے لیے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

## آیت نمبر (114)

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ١١٤﴾

**م ن ع**

(ف) مَنْعًا (۱) کسی کو کسی کام سے روکنا۔ ﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ﴾ (7/الاعراف:12) ''کس چیز نے روکا تجھ کو کہ تو سجدہ نہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھ کو''۔

(۲) کسی چیز کو اپنے پاس روکنا۔ کنجوسی کرنا۔ ﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۧ﴾ (107/الماعون:7) ''اور اپنے پاس روکتے ہیں برتنے کی چیز کو''۔

(۳) کسی کو نقصان پہنچانے سے روکنا۔ کسی کو کسی سے بچانا۔ ﴿اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (4/النساء:141) ''کیا ہم قابو یافتہ نہ تھے تم پر اور کیا ہم نے نہیں بچایا تم کو مومنوں سے۔''

مَانِعٌ — مؤنث مَانِعَةٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ روکنے والا۔ بچانے والا۔ ﴿وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (59/الحشر:2) ''اور انہوں نے گمان کیا کہ ان کو بچانے والے ہیں ان کے قلعے اللہ سے۔''

مَمْنُوْعٌ — مؤنث مَمْنُوْعَةٌ۔ اسم المفعول ہے۔ روکا ہوا۔ ﴿وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾﴾ (56/الواقعہ:32۔33) ''اور کثیر پھل، نہ کاٹے ہوئے اور نہ روکے ہوئے۔''

مَنُوْعٌ — فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت روکنے والا۔ ﴿وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾﴾ (70/المعارج:21) ''اور جب بھی پہنچے اس کو بھلائی تو بہت کنجوسی کرنے والا ہو۔''

مَنَّاعٌ — فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت روکنے والا۔ ﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ (50/قٓ:25) ''بہت روکنے والا بھلائی سے۔''

## س ع ی

(ف) سَعْيًا — تیز تیز چلنا۔ کسی کام کے لیے بھاگ دوڑ کرنا۔ کوشش کرنا۔ ﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ﴾ (57/الحدید:12) ''جس دن تو دیکھے گا مومنوں اور مومنات کو، چلتا ہوگا ان کا نور ان کے سامنے۔'' ﴿يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾﴾ (79/النّٰزعٰت:35) ''جس دن یاد کرے گا انسان جو اس نے بھاگ دوڑ کی۔''

اِسْعَ — فعل امر ہے۔ تو دوڑ۔ تو کوشش کر۔ ﴿اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (62/الجمعہ:9) ''جب بھی ندا دی جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو تم لوگ لپکو اللہ کے ذکر کی طرف۔''

سَعْیٌ — اسم ذات ہے۔ بھاگ دوڑ۔ کوشش۔ ﴿فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ﴾ (21/الانبیاء:94) ''تو کسی قسم کی کوئی ناشکری نہیں ہے اس کی کوشش کی۔''

## خ ر ب

(س) خَرَبًا — کسی جگہ کا اجاڑ ہونا۔ ویران ہونا۔

خَرَابٌ — اسم ذات ہے۔ ویرانی۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِخْرَابًا — اجاڑنا۔ ویران کرنا۔ ﴿يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ﴾ (59/الحشر:2) ''وہ لوگ اجاڑتے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے۔''

## ترکیب

مَنْ استفہامیہ مبتداء ہے اور اَظْلَمُ اس کی خبر ہے۔ مِمَّنْ اصل میں مِنْ مَنْ ہے۔ یہ مَنْ جمع کے مفہوم میں ہے۔ لفظی رعایت کے تحت فعل مَنَعَ اور سَعٰی واحد آیا ہے۔ پھر معنوی رعایت کے تحت اسم اشارہ اُولٰٓئِكَ اور لَهُمْ میں هُمْ کی ضمیر جمع آئی ہے۔ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مرکب اضافی ہے اور مَنَعَ کا مفعول ہے۔ فِيْهَا میں هَا کی ضمیر مساجد کے لیے ہے جبکہ اِسْمُهٗ میں هٗ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ خَرَابِهَا میں بھی هَا کی ضمیر مساجد کے لیے ہے، خَآئِفِيْنَ حال ہے۔ خِزْیٌ اور عَذَابٌ عَظِيْمٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہیں اور ان کی خبریں محذوف ہیں۔

ترجمہ

290

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| وَمَنْ | اَظْلَمُ | مِمَّنْ | مَّنَعَ | مَسٰجِدَ اللّٰهِ | اَنْ يُّذْكَرَ |
| اور کون | زیادہ ظالم ہے | ان سے جو | روکیں | اللہ کی مسجدوں کو | کہ یاد کیا جائے |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| فِيْهَا | اسْمُهٗ | وَسَعٰى | فِيْ خَرَابِهَا ؕ | اُولٰٓئِكَ |
| ان میں | اس کے نام کو | اور کوشش کریں | ان کی ویرانی میں | یہ لوگ ہیں |

| | | |
|---|---|---|
| مَا كَانَ لَهُمْ | اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ | اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ |
| نہیں تھا جن کے لیے | کہ وہ داخل ہوں ان میں | مگر خوف کرنے والے ہوتے ہوئے |

| | | | |
|---|---|---|---|
| لَهُمْ فِي الدُّنْيَا | خِزْيٌ | وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ | عَذَابٌ عَظِيْمٌ |
| ان کے لیے دنیا میں ہے | ایک رسوائی | اور ان کے لیے آخرت میں ہے | ایک عظیم عذاب |

نوٹ۔1

مفتی محمد شفیعؒ نے معارف القرآن میں اس آیت سے حاصل ہونے والی راہنمائی پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ مسجد میں نماز اور ذکر سے روکنے کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔

۲۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو مسجد میں جانے سے صراحۃً روکا جائے۔

۳۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں شور کر کے یا اس کے قریب جوار میں شور کر کے لوگوں کی نماز اور ذکر میں خلل ڈالے۔ یہ بھی ذکر اللہ سے روکنے میں داخل ہے۔

۴۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جب لوگ اپنے نوافل یا تسبیح و تلاوت میں مصروف ہوں اس وقت مسجد میں کوئی بلند آواز سے تلاوت یا ذکر کرنے لگے تو یہ بھی نمازیوں کی نماز و تسبیح میں خلل ڈالنے اور ذکر اللہ کو روکنے کی صورت ہے۔ اس لیے یہ بھی ناجائز ہے۔

۵۔ جس وقت لوگ نماز و تسبیح میں مشغول ہوں اس وقت مسجد میں اپنے لیے سوال کرنا یا دینی کام کے لیے چندہ اکٹھا کرنا ممنوع ہے۔

## آیت نمبر (115)

﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۤ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ١١٥﴾

ش ر ق

(ن۔س) شَرْقًا: روشنی کا پھوٹنا۔ کسی چیز کا سرخ ہونا۔

مَشْرِقٌ: ج مَشَارِقُ۔ مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ روشن یا سرخ ہونے کی جگہ یا سمت۔ اصطلاحاً سورج نکلنے کی سمت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (2/البقرہ:177) ''نیکی یہی نہیں ہے کہ تم لوگ پھیر دو اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف۔'' ﴿وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۵﴾ (37/الصفات:5) ''اور تمام مشرقوں کا رب۔''

شَرْقِيٌّ — اسم نسبت ہے۔ مشرق والا۔ مشرقی۔ ﴿لَا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ﴾ (24/النور:35)''نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی ہے۔''
290

(افعال) اِشْرَاقًا — کسی چیز سے کسی چیز کا روشن یا سرخ ہونا۔ ﴿وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ (39/الزمر:69) ''اور جگمگا اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے۔''

اَلْاِشْرَاقُ — یہ باب افعال کا مصدر ہے۔ اصطلاحًا اس کا مطلب ہے سورج سے زمین کا روشن ہونا یا روشن ہونے کا وقت جب سورج سوا نیزے بلند ہو جائے یعنی طلوعِ آفتاب کے 25۔ 20 منٹ بعد۔ ﴿يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝۱۸﴾ (38/صٓ:18)''وہ سب تسبیح کرتے ہیں عشاء اور اشراق میں۔''

مُشْرِقٌ — اسم الفاعل ہے۔ روشن ہونے والا۔ اصطلاحًا اس کا مطلب ہے سورج نکلتے ہی صبح کا وقت۔ ﴿فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝۶۰﴾ (26/الشعراء:60)''تو انہوں نے پیچھا کیا ان کا سورج نکلتے ہی۔''

| غ ر ب |
|---|

(ن) غَرْبًا — دور چلے جانا۔ دوری کی وجہ سے چھپ جانا۔ غروب ہونا۔ ﴿وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ (18/الکہف:17)''اور جب وہ یعنی سورج غروب ہوتا ہے، کترا جاتا ہے ان سے بائیں جانب۔''

(س) غَرَبًا — سیاہ رنگ والا ہونا (سیاہی اصل رنگ کو چھپا دیتی ہے)۔

غُرُوْبٌ — یہ باب نَصَرَ کے مصدر غَرْبٌ کی جمع ہے۔ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ (20/طٰہٰ:130)''اور آپ تسبیح کریں اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔''

مَغْرِبٌ — ج مَغَارِبُ۔ مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ غروب ہونے کی سمت یا وقت۔ مادہ ''ش ر ق'' میں آیت نمبر (2/البقرہ:177) ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ﴾ (70/المعارج:40)''پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی۔''

غَرْبِيٌّ — اسم نسبت ہے۔ مغرب والا۔ مغربی۔ مادہ ''ش ر ق'' میں آیت نمبر (24/النور:35) دیکھیں۔

غُرَابٌ — اسم جنس ہے کوّا۔ (کیونکہ وہ سیاہ ہوتا ہے)۔ ﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا﴾ (5/المائدۃ:5)''تو بھیجا اللہ نے ایک کوّا۔''

غِرْبِيْبٌ — ج غَرَابِيْبُ۔ صفت ہے۔ انتہائی سیاہ بھجنگ۔ ﴿وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝۲۷﴾ (35/سبا:27)''اور پہاڑوں میں سفید راستے ہیں، مختلف سرخی ہے ان کے رنگوں کی، اور کچھ بھجنگ سیاہ ہیں۔''

| ث م م |
|---|

(ن) ثَمًّا — کسی چیز کو درست کرنا۔

ثُمَّ — حرف عطف ہے جو کلام کی ترتیب کو درست رکھنے کے لیے آتا ہے۔ پھر۔ تب۔ اس کے بعد۔ ﴿ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا﴾ (5/المآئدہ:93)''پھر انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے اس کے بعد پھر انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور بلا کم و کاست نیکی کی۔''

| | | |
|---|---|---|
| | ثَمَّ | اشارہ بعید کے طور پر آتا ہے۔ وہیں۔ اُسی جگہ۔ ﴿ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا ﴾ (76/ الدھر :20) ''جب بھی تو دیکھے گا تو وہیں تو دیکھے گا ہمیشگی والی آسودگی۔'' 290 |

**و س ع**

| | | |
|---|---|---|
| (س) | سَعَةً | کشادہ ہونا (لازم)۔ کشادہ کرنا (متعدی)۔ ﴿ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ﴾ (7/ الاعراف: 156) ''اور میری رحمت کشادہ ہوئی ہر چیز پر۔'' |
| | سَعَةٌ | اسم ذات بھی ہے۔ کشادگی۔ وسعت۔ ﴿ لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ﴾ (65/ الطلاق: 7) ''چاہیے کہ خرچ کرے کشادگی والا اپنی کشادگی میں سے۔'' |
| | وُسْعٌ | اسم ذات ہے۔ وسعت۔ اہلیت۔ ﴿ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ (2/ البقرہ: 286) ''اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی جان کو مگر اس کی اہلیت کو۔'' |
| | وَاسِعٌ | فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ کشادہ کرنے والا۔ ﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴾ (5/ المآئدہ: 54) ''یہ اللہ کا فضل ہے وہ دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اور اللہ کشادہ کرنے والا جاننے والا ہے۔'' |
| | وَاسِعَةٌ | یہ وَاسِعٌ کا مؤنث ہے۔ زیادہ تر صفت کے طور پر آتا ہے۔ کشادہ ہونے والی یعنی کشادہ۔ ﴿ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ﴾ (39/ الزمر: 10) ''اور اللہ کی زمین کشادہ ہے۔'' |
| (افعال) | اِیْسَاعًا | رزق میں کشادہ ہونا۔ کسی جگہ کو کشادہ کرنا۔ |
| | مُوْسِعٌ | اسم الفاعل ہے۔ رزق میں کشادہ ہونے والا۔ جگہ کو کشادہ کرنے والا۔ ﴿ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ﴾ (2/ البقرہ: 236) ''رزق میں کشادہ ہونے والے پر ہے اس کے مقدور بھر اور تنگدست پر ہے اس کے مقدور بھر۔'' ﴿ وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴾ (51/ الذریات: 47) ''اور آسمان، ہم نے بنایا اس کو ہاتھوں سے اور بے شک ہم کشادہ کرنے والے ہیں۔'' |

**ترکیب**

اَلْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ مبتداء مؤخر ہیں، خبر محذوف ہے اور قائم مقام خبر کو تاکید کے لیے مقدم کیا گیا ہے۔ اَیْنَمَا کلمہ شرط ہے، تُوَلُّوْا شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جواب شرط ہے۔ مضارع مجزوم تُوَلُّوْا کا فاعل اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول وُجُوْهَكُمْ محذوف ہے۔

**ترجمہ**

| وَلِلّٰهِ | الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ق | فَاَیْنَمَا | تُوَلُّوْا |
|---|---|---|---|
| اور اللہ کے لیے ہی ہے | مشرق اور مغرب | پس جہاں کہیں بھی | تم لوگ پھیرو گے (اپنے چہروں کو) |

| فَثَمَّ | وَجْهُ اللّٰهِ ط | اِنَّ اللّٰهَ | وَاسِعٌ عَلِیْمٌ |
|---|---|---|---|
| تو وہیں | اللہ کی توجہ ہے | بے شک اللہ | وسعت والا جاننے والا ہے |

**نوٹ۔1**

یہ آیت تحویلِ قبلہ کے حکم سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ اس لحاظ سے اسے تحویلِ قبلہ کے حکم کی پیش بندی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اس پہلو سے آیت میں مشرق اور مغرب کے الفاظ کی اہمیت کو سمجھ لیں۔

مدینہ میں ہجرت کے بعد سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی گئی۔ اُس وقت مدینہ کے نمازیوں کا رُخ شمال کی طرف ہوتا تھا کیونکہ بیت المقدس مدینہ کے شمال میں ہے۔ تحویلِ قبلہ کے بعد اب مدینہ

کے نمازیوں کا رُخ جنوب کی طرف ہوتا ہے کیونکہ خانہ کعبہ میں مدینہ کے جنوب میں ہے۔ اب نوٹ کریں کہ 290 اگلی آیت میں شمال اور جنوب کے بجائے مشرق اور مغرب کی بات کی گئی ہے۔ اس طرح گویا چاروں سمتوں کا احاطہ کر کے فرمایا فَاَیْنَمَا۔ جہاں کہیں بھی یعنی جس طرف بھی رُخ کرو، اللہ کی توجہ ہر طرف ہے۔

نوٹ۔2

اس میں یہ حقیقت واضح کردی کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کسی سمت میں مقید نہیں ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد عمل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہر شخص کو آزادی دے دی جائے کہ جس طرف اس کا جی چاہے رُخ کر کے نماز پڑھ لے۔ دوسری یہ کہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود کوئی ایک سمت مقرر کی جائے۔ اسلام میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ اس لحاظ سے بڑا عجیب ہے کہ نہ تو افراد کو آزادی ہے کہ جدھر جی چاہے رُخ کر کے نماز پڑھیں اور نہ ہی کسی ایک سمت کا تعین ہے۔ البتہ ایک رُخ کا تعین کیا ہے۔

ایک قبلہ مقرر کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت کا ہر فرد پابند ہے کہ وہ اسی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے۔ اس طرح امت میں تنظیم اور اتحاد کی عملی تربیت کا اہتمام ہوگیا۔ اب ساری دنیا کے مسلمان جب قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں تو نہ صرف شمال جنوب اور مشرق و مغرب بلکہ ان کے درمیان کے تمام زاویہ سمت کا خود بخود احاطہ ہو جاتا ہے۔

## آیت نمبر (116)

﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ کُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾﴾

و ل د

(ض)

وِلَادًا: بچہ کی پیدائش کا باعث ہونا۔ بچہ جنا۔ ﴿وَلَا یَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ﴿۲۷﴾﴾ (71/نوح:27) ''اور وہ لوگ نہیں جنیں گے مگر گنہگار ناشکرے کو۔''

وَالِدٌ: مؤنث وَالِدَةٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ پیدائش کا باعث ہونے والا۔ والد۔ باپ ﴿وَاخۡشَوۡا یَوۡمًا لَّا یَجۡزِیۡ وَالِدٌ عَنۡ وَّلَدِهٖ ۫﴾ (31/لقمان:33) ''تم لوگ ڈرو ایک ایسے دن سے جب کام نہیں آئے گا کوئی باپ اپنی اولاد کے۔'' ﴿لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا﴾ (2/البقرہ:233) ''ضرر نہ پہنچایا جائے کسی ماں کو اس کے بچہ سے۔''

وَالِدَانِ: یہ وَالِدٌ کا تثنیہ ہے۔ اصطلاحًا ماں، باپ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ ؕ﴾ (31/لقمان:14) ''کہ تو شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا۔''

مَوۡلُوۡدٌ: اسم المفعول ہے۔ پیدا کیا ہوا یعنی بچہ۔ ﴿وَلَا مَوۡلُوۡدٌ هُوَ جَازٍ عَنۡ وَّالِدِهٖ﴾ (31/لقمان:33) ''اور نہ کوئی بچہ کام آنے والا ہے اپنے باپ کے۔''

وَلَدٌ: ج اَوۡلَادٌ۔ اسم ذات ہے۔ بچہ یا بچی۔ بیٹا (وَلَدٌ کا لفظ واحد، جمع، مذکر، مؤنث، سب کے لیے آتا ہے اور اس کی جمع اَوۡلَادٌ بھی آتی ہے۔ اس کے علاوہ منہ بولے بیٹے کے لیے بھی آتا ہے)۔ ﴿فَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ﴾ (4/النساء:11) ''پھر اگر نہ ہو اس کے بیٹا، بیٹی۔'' ﴿وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ ؕ﴾ (6/الانعام:151) ''اور تم لوگ قتل مت کرو اپنی اولاد کو مفلسی سے یعنی مفلسی کے خوف سے۔''

290

﴿اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ﴾ (12/یوسف:21)''یا ہم بنالیں اس کو بیٹا۔''

وَلِیۡدٌ ج وِلۡدَانٌ۔ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔کم عمرلڑکا۔ ﴿وَ یَطُوۡفُ عَلَیۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ۚ﴾ (76/الدھر:19)''اور پھریں گےان کے گردہمیشگی دیے ہوئے کم عمرلڑکے۔''

ق ن ت

(ن) قُنُوۡتًا اطاعت کرنا۔فرمانبرداری کرنا۔﴿وَمَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ﴾ (33/الاحزاب:31)''اور جوفرمانبرداری کرے گی تم میں سے اللہ کی اوراس کے رسول کی۔''

اُقۡنُتۡ فعل امر ہے۔تواطاعت کر۔فرمانبرداری کر۔﴿یٰمَرۡیَمُ اقۡنُتِیۡ لِرَبِّكِ﴾(3/آل عمران:43)''اے مریم! آپ فرمانبرداری کریں اپنے رب کی۔''

قَانِتٌ اسم الفاعل ہے۔فرمانبرداری کرنے والا۔ ﴿اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا﴾ (39/الزمر:9)''یا وہ جوفرمانبرداری کرنے والا ہے رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرنے والا اور قیام کرنے والا ہوتے ہوئے۔''

## ترکیب

اِتَّخَذَ فعل، اَللّٰهُ فاعل اور وَلَدًا مفعول، یہ جملہ فعلیہ قَالُوۡا کا مقولہ ہے جبکہ سُبۡحٰنَهٗ جملہ معترضہ ہے۔بَلۡ مقولہ کی تردید کے لیے آیا ہے۔مَا مبتداء ہے،اس کی خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے جبکہ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اور لَهٗ متعلق خبر ہیں۔لَهٗ کا لام، لامِ تملیک ہے۔کُلٌّ مبتداء نکرہ ہے،قَانِتُوۡنَ خبر اور لَهٗ متعلق خبر ہیں۔

## ترجمہ

| وَقَالُوا | اتَّخَذَ | اللّٰهُ | وَلَدًا | سُبۡحٰنَهٗ | بَلۡ لَّهٗ |
|---|---|---|---|---|---|
| اورانہوں نے کہا | بنایا | اللہ نے | ایک بیٹا | اس کی پاکیزگی ہے | بلکہ اس کی ملکیت ہے |

| مَا | فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ | كُلٌّ لَّهٗ | قٰنِتُوۡنَ |
|---|---|---|---|
| جو کچھ | زمین اورآسمانوں میں ہے | سب اس کی | فرمانبرداری کرنے والے ہیں |

## نوٹ۔1

فعل اِتَّخَذَ دومفعول کا تقاضہ کرتا ہے۔کس کو بنایا اور کیا بنایا؟ اس آیت میں مفعول اوّل (کس کو بنایا) محذوف ہے اور صرف مفعول ثانی (کیا بنایا) مذکور ہے۔اس کا ایک فائدہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس طرح اس نوعیت کے تمام عقائد کی تردید ہوگئی ہے۔اگر مفعول اوّل مذکور ہوتا توصرف مذکورہ عقیدے کی تردید ہوتی۔

## نوٹ۔2

اولاد کی ضرورت صاحب اولاد کی ذات کے کسی نقص کی دلیل ہوتی ہے۔مثلاً صاحبِ اولاد کی ذات کا فانی ہونا، تاکہ اولاد کی شکل میں اس کی ذات کا تسلسل برقرار رہے اورکوئی نام لینے والا ہو۔یا صاحب اولاد کے کسی کام کا نامکمل رہ جانا۔تاکہ اولاد اس کے کام کو آگے بڑھائے، وغیرہ وغیرہ۔جملہ معترضہ سُبۡحٰنَهٗ سے یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہرنوعیت کے نقص سے پاک ہے۔